عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۱ | ۲۹ رمضان المبارک تا ۱۳ر شوال المکرم ۱۴۴۳ھ مطابق یکم تا ۱۵ر مئی ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۱۷-۱۸

صدقۂ فطر کی حقیقت

عیدُالفطر انعام کا دن

ماہِ شوال کے فضائل

تزکیۂ و احسان کارِ نبوت کا اہم شعبہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

صدقۃ الفطر کے چند مسائل

س:......کیا صدقۂ فطر عید کی نماز سے پہلے دینا ضروری ہے یا بعد میں بھی دیا جاسکتا ہے؟

ج:......عید کے دن نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کردینا بہتر ہے، اگر پہلے نہیں دیا تو بعد میں بھی ادا کرسکتا ہے، لیکن ادا کرنا ضروری ہے، جب تک ادا نہیں کرے گا، تب تک اس کے ذمہ واجب الادا رہے گا۔

س:......صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟

ج:......صدقۂ فطر ہر شخص کی طرف سے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے یا پھر اتنی قیمت کی کوئی اور چیز بھی دے سکتا ہے۔ نقد رقم دینا زیادہ بہتر ہے۔

س:......پاکستان سے باہر ممالک میں رہنے والے لوگ اگر پاکستان میں صدقۂ فطر دینا چاہیں تو کس طرح ادا کریں؟

ج:......غیر ممالک میں رہنے والے اگر پاکستان میں صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیں تو اپنے ملکوں کے حساب سے پونے دو سیر گندم کی قیمت معلوم کرلیں، اسی حساب سے پاکستان رقم بھیج دیں۔

س:......اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں صدقۂ فطر ادا کرنا چاہے تو کیا ادا کرسکتا ہے؟

ج:......صدقۂ فطر کا وجوب تو عید الفطر کے دن ہی ہوگا، لیکن اگر کوئی رمضان میں ادا کردے تو اس کا فطرانہ ادا ہوجائے گا، اگرچہ مستحب یہ ہے کہ عید کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کرے۔

س:......صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

ج:......ہر شخص جو صاحبِ نصاب ہو اس پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کے طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ اگر نابالغ بچے صاحبِ نصاب ہوں ان کا اپنا مال موجود ہو تو اس میں سے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔

س:......صدقۂ فطر کے وجوب کے لئے کس قدر نصاب ہونا ضروری ہے؟

ج:......جس شخص کے پاس اپنے استعمال اور ضروریات سے زائد اتنی چیزیں ہوں کہ اگر ان کی قیمت لگائی جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جائے تو یہ شخص صاحبِ نصاب کہلائے گا اور اس کے ذمہ صدقۂ فطر واجب ہوگا، اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی۔

س:......نابالغ بچے اگر صاحبِ نصاب نہ ہوں یا صاحبِ نصاب ہوں مگر باپ نے ان کا صدقۂ فطر ادا نہ کیا ہو تو کیا یہ بچے بلوغ کے بعد اپنا صدقۂ فطر خود کریں گے یا نہیں؟

ج:......صدقۂ فطر ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر واجب ہے، اگر نابالغ بچے کا باپ صاحبِ نصاب ہو تو اس کے ذمہ واجب ہے کہ اپنے نابالغ بچے کا صدقۂ فطر ادا کرے۔ اگر بچہ خود صاحبِ نصاب ہو اور اس کے والد نے اس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا نہ کیا ہو تو بالغ ہونے کے بعد اس بچے کے ذمہ لازم ہے کہ وہ خود اپنا گزشتہ صدقۂ فطر ادا کرے۔

س:......کیا صدقۂ فطر کسی غیر مسلم عیسائی، یہودی وغیرہ کو جو کہ غریب لوگ ہوں دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:......صدقۂ فطر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے، جس طرح زکوٰۃ کسی غیر مسلم کو دینا جائز نہیں، اسی طرح صدقۂ فطر بھی کسی غیر مسلم کو نہیں دیا جاسکتا، بلکہ مسلمان مستحقین کو دینا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[redacted]

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۲۹ رمضان تا ۱۳ شوال المکرّم ۱۴۴۳ھ مطابق یکم تا ۱۵ رمئی ۲۰۲۲ء شمارہ:۱۷-۱۸

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

کامیابی کا راستہ	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
عید الفطر..... انعام کا دن	۶	مولانا محمد ناصر خان چشتی
صدقۂ فطر کی حقیقت	۱۰	مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی
ماہِ شوال کے فضائل	۱۲	مولانا ندیم احمد انصاری
تزکیہ و احسان... کارِ نبوت کا ایک اہم شعبہ	۱۴	مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ
حضرت مفتی محمود اشرف عثمانیؒ....	۱۸	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ
مجاہد ختم نبوت محمد ظہور عثمانیؒ	۲۱	سیّد شجاعت علی شاہ
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
خطیب چناب نگر مولانا غلام مصطفیٰؒ	۲۴	〃 〃 〃 〃
تحفظ ختم نبوت کورس، چناب نگر	۲۷	〃 〃 〃 〃

بانیان

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

کامیابی کا راستہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں خصوصاً امت محمدیہ کو بخشنا اور نوازنا چاہتے ہیں، تب ہی اللہ تعالیٰ نے اس امت کو قرآن کریم، رمضان مبارک، شب قدر، جمعۃ المبارک عطا کیا اور یہاں تک کہ رمضان المبارک کے اختتام پر چاند رات کو اتنے لوگوں کی بخشش فرماتے ہیں جتنا پورے رمضان میں لوگوں کی بخشش ہوئی تھی۔ اسی طرح ہر چھوٹی بڑی نیکی پر اجر وثواب جو ایک نیکی کا بدلہ دس سے شروع ہوکر سات سو اور اس کے اوپر جتنا اللہ تعالیٰ چاہیں عطا فرماتے ہیں، شرط یہ ہے کہ ہم اپنے نیک اعمال کی حفاظت کریں اور آئندہ کے لئے نیکی کا التزام اور گناہوں سے اجتناب کرتے رہیں۔ اسی لئے اعمال حسنہ کی ترغیب کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصاً نماز پنج وقتہ کی پابندی کی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر چند سال پہلے ایک مضمون لکھا تھا، اس کو قند مکرر کے طور پر نقل کیا جاتا ہے:

’’رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہم سے رخصت ہوا، کتنے خوش نصیب ایسے ہوں گے جنہوں نے اس ماہ مقدس کی قدر کی، اس کے ہر ہر لمحہ کو اپنے لئے کار آمد بنایا، سابقہ غلطیوں پر توبہ وندامت کا اظہار کرکے، آئندہ کے لئے گناہوں سے اجتناب کا عزم کیا ہوگا اور پورا مہینہ نیکیوں پر کمربستہ رہے ہوں گے، بلاشبہ یہ مقدس مہینہ ایسے لوگوں کے لئے رحمت ومغفرت کا وسیلہ اور جہنم سے نجات اور مغفرت کا ذریعہ ثابت ہوگا، اس کے برعکس کتنے بدبخت ایسے ہوں گے جنہوں نے اپنی روش بدلی، نہ گناہ چھوڑے، نہ سابقہ گناہوں پر پشیمان ہوئے، بلکہ اس مبارک مہینے میں بھی اپنی روش نہ بدلی اور سراسر محروم کے محروم ہی رہے۔

رمضان المبارک کی برکات ہی تھیں کہ اس ماہ مقدس میں شہر اور محلّہ کی اکثر مساجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں، نماز کے بعد کوئی ذکر کررہا ہے، کوئی تلاوت کررہا ہے، کوئی نوافل پڑھ رہا ہے، کوئی وعظ ونصیحت سننے میں مشغول ہے، کوئی مسائل معلوم کررہا ہے، غرض یہ کہ ہر طرف نیکیوں اور عبادتوں کا موسم بہار تھا، مسجد میں بڑے بھی آرہے ہیں، چھوٹے بھی، بچے بھی، بوڑھے بھی ہر ایک کی یہ کوشش اور خواہش ہے کہ نماز باجماعت مل جائے، تکبیر اولیٰ مل جائے، اور ہر ایک کو یہ اندیشہ اور فکر لاحق ہے کہ کہیں میری نماز فوت نہ ہو، میری تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو۔

لیکن جیسے ہی رمضان المبارک مکمل ہوا اور عید کی نماز ہوگئی، وہی مساجد جو رمضان المبارک میں نمازیوں کی کثرت کی بناپر اپنی تنگ دامنی کا سماں پیش کررہی تھیں، یکایک وہ مساجد نمازیوں سے خالی ہوکر چند صفوں میں سمٹ اور سکڑ گئیں۔

ایسا کیوں؟ کیا نماز باجماعت صرف اس ایک ماہ میں فرض تھی؟ کیا ہمارا دین چند دنوں یا مہینہ بھر کی عبادت کا ہمیں حکم دیتا ہے؟ کیا بقیہ گیارہ مہینوں میں نماز ہم سے ساقط ہوگئی ہے؟ حالانکہ قرآن کریم میں توحید، رسالت، آخرت کے ذکر کے بعد جس قدر نماز کا تذکرہ ہے کسی دوسری عبادت کا نہیں، اجمالی طور پر اور عبادت وطاعت کے ضمن میں تو سینکڑوں سے بھی زیادہ مرتبہ نماز کا ذکر ہوگا لیکن صراحتاً تقریباً ایک سو نوبار قرآن کریم میں نماز کا ذکر آیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’اس کا دین نہیں جس کی نماز نہیں۔ (ومن ترک الصلوٰۃ فلا دین لھا. کنز العمال، رقم الحدیث: ۲۱۶۱۸، ج:۸، ص:۴) نماز کا مقام دین میں ایسا ہے جیسے سر کا مقام جسم میں۔‘‘ (المعجم الاوسط:۲۲۹۲)

دوسری جگہ ارشاد ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: حضور! وہ کون سی چھ چیزیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز، زکوٰۃ، امانت، شرمگاہ کی حفاظت، پیٹ کی حفاظت اور زبان کی حفاظت۔‘‘ (رواہ الطبرانی فی الاوسط، الترغیب والترہیب، ج:۳،ص:۳)

ایک حدیث میں ہے کہ بندہ جب تک نماز میں ہوتا ہے اس کو تین باتیں حاصل ہوتی ہیں:

۱:......آسمان کی بلندیوں سے لے کر اس کے سر کی چوٹی تک نیکی بکھرتی رہتی ہے۔

۲:......ملائکہ آسمان سے لے کر اس نمازی کے قدموں تک اس کو گھیرتے ہیں۔

۳:......ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ اگر بندہ کو معلوم ہو (کہ نماز میں کیا کچھ ملتا ہے) تو وہ ادھر ادھر التفات نہ کرے۔

نماز بہترین عبادت ہے، تمام پریشانیوں کا حل نماز میں ہے، نماز روزی دلانے کا سبب ہے، صحت کی محافظ ہے، بیماریوں کو دور کرتی ہے، نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے، نماز مومن کا نور ہے، نماز افضل جہاد ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی آفت آسمان سے اترتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث:۲۹۴۷، ج:۳،ص:۸۳) خلاصہ یہ کہ پورے خشوع وخضوع کے ساتھ باجماعت نماز خود بھی پڑھیں اور اپنے گھر والے، پڑوسی محلّہ والے سب کو نماز باجماعت پڑھنے کا پابند بنائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’احب الاعمال الی اللّٰہ ادومھا وان قل‘‘ (متفق علیہ، مشکوٰۃ،ص:۱۱۰) (اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ نماز باجماعت پڑھی، صحابہ کرامؓ نے ہمیشہ نماز باجماعت کی پابندی کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز باجماعت نہ پڑھنے والوں پر ناراضگی کا اظہار فرمایا، حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میں چاہتا ہوں کہ اپنی جگہ کسی کو امام بناؤں اور میں جا کر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو نماز باجماعت میں شریک نہیں ہوتے۔‘‘ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ،ص:۹۵) ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا: ’’اگر گھر میں خواتین اور بچے نہ ہوتے تو میں ایسے گھروں کو آگ لگا دیتا۔‘‘ (رواہ احمد، مشکوٰۃ،ص:۹۷)

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جو اسوۂ حسنہ دین حق کی کامیابی کی دلیل ہے، ہم اس سے غافل ہو چکے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ تو یہ ہے اور اس بات کو سب مسلمان مانتے ہیں کہ نجات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اختیار کرنے میں ہے، مگر اس پر ہمارا عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔

حضرت حاتم اصمؒ ایک بزرگ گزرے ہیں، ان کا ارشاد ہے:

دانستم کہ خدائے را برمن حق است جزو من کسے دیگر نمے ادامی کند

ترجمہ:......’’میں نے جان لیا ہے کہ میرے پروردگار کا مجھ پر حق ہے، جس کو میرے سوا کوئی دوسرا آدمی ادا نہیں کر سکتا، لہٰذا میں اس حق کی ادائیگی میں مصروف ہو گیا ہوں۔‘‘

مطلب یہ ہے کہ حتی الامکان کوشش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہونے پائے، ظاہر ہے کہ جو شخص حقوق اللہ کا خیال رکھے گا وہ کبھی غفلت کا شکار نہیں ہوگا، وہ نہ صرف خدا تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے لئے مستعد ہوگا بلکہ مخلوق کے حقوق کی بھی پاسداری کرے گا، بلاشبہ ایسا شخص کامیابی کے راستے پر چل رہا ہے۔‘‘

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

ضروری اعلان

عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۱۷،۱۸ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے۔ ایجنسی ہولڈرز حضرات اور قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

عیدالفطر.....انعام کا دن

مولانا محمد ناصر خان چشتی

عید اور خوشی کا یہ دن مسلمانوں کا عظیم اور مقدس مذہبی تہوار ہے، جو ہر سال ماہِ شوال المکرّم کی یکم تاریخ کو انتہائی عقیدت و احترام، جوش و جذبے اور ذوق وشوق کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ عیدالفطر! دراصل تشکر و امتنان، انعام و اکرام اور ضیافتِ خداوندی کا دن ہے کہ رمضان المبارک کا تمام مہینہ عبادت و ریاضت اور روزے اور نمازِ تراویح میں مشغول رہنے کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار اور اطاعت گزار بندوں کو انعام و اکرام، بے شمار رحمتیں و برکتیں، بے حساب اجر و ثواب اور اپنی رضا ایسی بیش بہا دولت و نعمت عطا فرماتا ہے۔

عیدالفطر! درحقیقت یوم الجائزہ اور یوم الانعام ہے، کیوں کہ اس دن اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کو انعام و اکرام، اجر و ثواب اور مغفرت و بخشش کا مژدہ سناتا ہے۔ عیدالفطر کا دن گناہوں کی مغفرت اور نزولِ رحمتِ باری کا دن ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جب عیدالفطر کی رات آتی ہے، تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ (یعنی انعام و اکرام کی رات) لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے، وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے (جسے جنات اور انسانوں کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے) پکارتے ہیں کہ اے امت محمدیہ! اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو، جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے۔

جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے باری تعالیٰ! اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کو پوری مزدوری دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں (رمضان المبارک کے روزوں اور قیام اللیل کے بدلے) اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی ہے اور بندوں سے ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندے! مجھ سے مانگو! مجھے میری عزت و جلال کی قسم! آج کے دن تم اپنے اجتماعِ عید میں دنیا و آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے میں تمہیں عطا کروں گا...... میری عزت وجلال کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہارے عیوب پر پردہ ڈالوں گا اور تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا، پس اب تم مغفور (بخشے ہوئے) ہو کر اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر لیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ فرشتے آج عید کے دن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے والے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر بہت خوشیاں مناتے ہیں۔“

(الترغیب والترہیب/مجمع الزوائد)

عید کا حقیقی مفہوم:

دینِ اسلام چونکہ ”خیرالادیان“ ہے اور امت محمدیہ ”خیرالامم“ ہے، اس لئے اس کا عید منانے کا طریقہ بھی سب سے منفرد و جدا، سب سے ممتاز، سب سے نرالا، البیلا اور سب سے بہترین و کامل ترین بلکہ فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ دین اسلام کے فطری ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اسلام زندگی کے ہر موڑ پر کامل انسانی اور فطری ہدایات دیتا ہے۔ حیات و ممات، خوشی و غمی بلکہ یہ زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین اصول دیئے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی اصول و قوانین کے لحاظ سے عیدالفطر کی کیا حقیقت ہے اور ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد پیش کرنے سے کیا مراد ہے اور عید درحقیقت کس کے لئے ہے؟ عربی کے کسی شاعر نے بہت ہی خوبصورت اور دلنشین انداز میں عید کا اسلامی مفہوم و مقصود بیان کیا ہے:

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدُ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیْدُ

ترجمہ: ”درحقیقت عید اس کی نہیں

ہے جس نے نئے کپڑے پہن لئے بلکہ عید تو درحقیقت اس کی ہے جو عذابِ الٰہی سے ڈر گیا۔"

یعنی عید اس شخص کی نہیں ہوتی جو صرف نئے اور جدید لباس پہن لے، خوشبو لگا لے، زیب و زینت کرلے اور مختلف انواع و اقسام کے کھانے وغیرہ سے لطف اندوز ہو جائے، بلکہ عید تو اس شخص کی ہے جس نے تقویٰ و پرہیزگاری کو اختیار کیا اور اپنے اعمال صالحہ کی بہ دولت اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ جس نے رمضان المبارک کی رحمتوں اور سعادتوں سے اپنے نامۂ اعمال کو لبریز کیا ہو اور حقوق اللہ و حقوق العباد کو پورا کرکے سعادت دارین کو پالیا ہو، حقیقی عید تو ایسے شخص کے لئے ہے۔

عید کے دن لوگ کاشانۂ خلافت فاروقی پر حاضر خدمت ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازہ بند کرکے زار و قطار رو رہے ہیں، لوگوں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! آج تو عید کا دن ہے اور خوشی و مسرت منانے کا دن ہے، یہ خوشی کی جگہ رونا کیسے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: "ھَذَا الْیَوْمُ الْعِیْد وَ ھَذَا الْیَوْمُ الْوَعِیْد" یعنی اے لوگو! یہ عید کا دن بھی ہے اور وعید کا دن بھی ہے۔ آج جس خوش نصیب کے نماز اور روزے مقبول ہوگئے ہیں، بلاشبہ اس کے لئے آج عید کا دن ہے لیکن آج جس کے نماز اور روزوں کو مردود (غیر مقبول) کر دیا گیا ہو، اس کے لئے آج وعید کا دن ہے اور میں تو اس خوف سے ڈر رہا ہوں کہ...... انا لاادری امن المقبولین، امن المطرودین ...... یعنی مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں مقبول ہوا ہوں یا رد کر دیا گیا ہوں۔

یعنی درحقیقت عید تو ان خوش نصیب مسلمانوں کے لئے ہے، جنہوں نے اس پورے ماہِ مقدس کا صحیح معنوں میں احترام کیا اور اس کے دنوں کو روزوں میں اور راتوں کو قیام و سجود اور عبادت و ریاضت میں گزارا، اس لئے یہ عید ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزدوری اور انعام و اکرام ملنے کا دن ہے۔

اسلام کا فلسفۂ عید الفطر:

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ قومیں اور امتیں بھی عید منایا کرتی تھیں۔ کسی خاص دن خوشی اور مسرت کا اہتمام کر کے عید منائی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی قوم بھی ایک خاص دن عید و خوشی منایا کرتی تھی اور اس دن شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں تین دن تک میلہ لگاتے تھے، جہاں لوگ اپنے اپنے انداز میں خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ ہر قوم کا خوشی منانے کا دن اور عید منانے کا اپنا اپنا طریقہ ہوتا تھا، مگر حضور تاجدارِ ختم نبوت پیغمبر انقلاب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد عید اور خوشی منانے کا انداز اور طریقہ ہی بدل گیا۔

اسلام سے قبل عیدوں میں لہو و لعب، کھانا پینا اور کھیل کود ہوتا تھا اور اب عید میں نمازِ دوگانہ اور ذکر الٰہی ہوتا ہے..... پہلے عیدوں میں غریبوں کو دور کیا جاتا تھا اور اب غریبوں کو گلے لگایا جاتا ہے..... پہلے عیدوں میں فضول خرچی اور خرافات ہوتی تھیں اور اب عید کے دن صدقہ و خیرات اور فطرانہ ادا کیا جاتا ہے۔

ادائے صدقہ فطر:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خوشی کی وہ تقریب جس میں غریب اور نادار لوگوں کو شریک نہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ اور اسلام کی نظر میں وہ سخت ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ "روزوں کی عبادت اس وقت تک زمین و آسمان کے درمیان معلق (لٹکی ہوئی یعنی بارگاہ خداوندی میں غیر مقبول) رہتی ہے جب تک کہ صاحبِ نصاب مسلمان صدقہ فطر ادا نہیں کر لیتا۔" (صحیح مسلم/ جامع ترمذی)

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "صدقہ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لئے اور مسکینوں کی روزی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔" (سنن ابی داؤد)

صدقہ فطر کی ادائیگی سے اہل ایمان کو دو فائدے حاصل ہوتے ہیں، روزہ کی حالت میں جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں، صدقہ فطر کے ذریعے روزہ ان سے پاک ہو جاتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی مدد ہو جاتی ہے اور وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔

صدقۂ فطر ادا کرنے والے شخص کو جس قسم کی گندم یا آٹا خود استعمال کرتا ہے اس کے سوا دو کلو گرام یا اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ واضح رہے کہ صدقۂ فطر کے واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا یا بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔

صدقہ فطر! نمازِ عید سے پہلے پہل ادا کر دینا چاہئے کہ یہی سنت ہے لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے نمازِ عید سے پہلے ادا نہیں کرسکا تو عمر بھر اس

کی ادائیگی کا وقت ہے، جب بھی ادا کرے گا، واجب ساقط اور صدقہ فطر ادا ہو جائے گا لیکن مسنون اور بہتر یہ ہے کہ صدقہ فطر نمازِ عید سے پہلے ہی ادا کر دینا چاہئے بلکہ ہو سکے تو رمضان المبارک کے مقدس ومتبرک مہینے میں ادا کر دے کہ اس کا اجر وثواب بے حدو بے حساب ہوگا اور دوسرا یہ کہ صدقہ فطر کی ادائیگی سے غریب اور نادار لوگ بھی اپنی عید کے لئے خاطر خواہ سامان کر سکیں گے۔

صدقہ فطر میں تنوع/اقسام:

جس طرح قربانی کے جانوروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنوع کو مشروع و مسنون فرمایا۔اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر میں بھی تنوع کو مشروع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم ایک صاع (چار کلو گرام) طعام یا ایک صاع (چار کلو) کھجوریں یا ایک صاع (چار کلو) جَو یا ایک صاع (چار کلو) کشمش صدقہ فطر ادا کرتے تھے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو گندم آ گیا اور انہوں نے کہا میری رائے میں نصف صاع (دو کلو) گندم ان کے چار کلو کے برابر ہے۔

(صحیح بخاری، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی)

علامہ غلام رسول سعیدی تفسیر ''تبیان القرآن'' میں رقم طراز ہیں کہ: ''جس طرح قربانی کے جانوروں میں تنوع ہے اوران کی کئی اقسام ہیں، اسی طرح صدقہ فطر میں بھی تنوع ہے اوراس کی کئی اقسام ہیں اور جو لوگ (مال و دولت کے حساب سے) جس حیثیت کے ہوں وہ اسی حیثیت سے صدقہ فطر ادا کریں، مثلاً جو کروڑ پتی لوگ ہیں وہ چار کلو پنیر کے حساب سے صدقہ فطر ادا کریں اور جو لکھ پتی ہیں وہ چار کلو کشمش کے حساب سے اور جو ہزاروں روپے کی آمدنی والے ہیں وہ چار کلو کھجور اور سینکڑوں کی آمدنی والے دو کلو گندم کے حساب سے صدقہ فطر ادا کریں۔''

(تفسیر تبیان القرآن: جلد 7 صفحہ 761)

نمازِ عید اور فرزندان اسلام کا عظیم اجتماع:

عید کے دن تمام صاحبان ایمان مساجد اور عید گاہوں میں حاضر ہو کر اپنے رب تعالیٰ کے حضور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نمازِ عید ادا کرتے ہیں اور اشک ندامت بہا کر اپنے گناہوں، خطاؤں اور لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں اور اپنے ملک وقوم کی سلامتی و استحکام اور بقاء کے لئے اور ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق، امن وسلامتی اور خوشحالی کے لئے دعائیں مانگتے ہیں اور نمازِ عید کا یہ منظر کتنا ایمان افروز اور روح پرور ہوتا ہے کہ آج کے عظیم دن میں خصوصاً نمازِ عید میں امت مسلمہ کا اخوت و بھائی چارہ اور مسلم برادری کا عظیم الشان منظر پیش ہوتا ہے جس میں تمام اہل ایمان کا رنگ ونسل کے فرق و امتیاز کے بغیر بڑا ایمان افروز اور روح پرور اجتماع ہوتا ہے اوراس میں امیر وغریب، حاکم و محکوم، شاہ وگدا سب کے سب اکٹھے ہو کر نماز عید ادا کرتے ہیں اور ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں اور ایک ہی وقت میں سب کی زبان پر ایک ہی کلمہ...... ایک ہی تلاوت...... ایک ہی ذکر...... ایک ہی تسبیح وتمجید اور ایک ہی دعا ہوتی ہے...... امتِ مسلمہ اجتماع عید کے موقع پر اپنے خالق و مالک کے حضور سربہ سجود ہو کر اطاعت و بندگی کی عملی تصویر پیش کی جاتی ہے۔

اجتماعِ نمازِ عید اور اتحاد واتفاق کا درس:

عیدالفطر کا عظیم تہوار وسیع پیمانے پر اخوت و بھائی چارے اور اتحاد اتفاق کا درس دیتا ہے۔اسی اتحاد و اتفاق سے مسلمانوں کے قلوب واذہان کو معمور کرنے کے لئے آج کے مبارک اور عظیم دن نمازِ عید کے اجتماع کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ اجتماع ہزاروں، لاکھوں افراد کا اجتماع ہوتا ہے جو صرف ایک امام کی آواز پر سب کے سب بلا چوں و چرا حرکت کرتا ہے۔ صرف ایک امام کی آواز پر سب کے سب رکوع وسجود کرتے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے ہیں جسمانی ہم آہنگی کے اس دل کش اور دل آویز نظارے میں بڑی لذت اور بڑا کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔

آیئے......! آج عید کے مبارک دن کے اس عظیم اجتماع میں ہم اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور خلوص دل سے یہ عزمِ مصمم کریں کہ آج سے ہمارا جو بھی قدم اٹھے گا، آج سے ہماری جو بھی آواز اٹھے گی آج سے ہم جو بھی کام کریں گے، وہ اسلام کی سربلندی، امت مسلمہ کے اتحاد واتفاق اور خصوصاً اپنے ملک وملت اور قوم و معاشرہ کی بہتری اور استحکام کے لئے کریں گے اور آج سے ہم اپنے درمیان پھیلی ہوئی ہر قسم کی نفرتوں، اختلافات اور لسانی ومسلکی تعصّبات کو ختم کریں گے اور اتحاد واتفاق، مساوات اور بھائی چارے کو فروغ دیں گے اور ہر قدم پر محبتوں کے چراغ جلائیں گے۔

نمازِ عیدالفطر کی ادائیگی:

یکم شوال المکرم ۲ ہجری کو عیدالفطر کے موقع

پر ’’نمازِ عید‘‘ کا آغاز کیا گیا۔فقہ حنفی کے مطابق نمازِ عید ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نمازِ جمعہ فرض ہے۔نمازِ عید بغیر اذان واقامت کے پڑھی جاتی ہے اور اس کا وقت چاشت سے لے کر نصف النہار شرعی تک ہے۔عید الفطر کی نماز تاخیر سے پڑھنا اور نمازِ عید الاضحیٰ جلدی سے پڑھنا مستحب ہے اور اس میں نمازِ عید کے بعد دو خطبے پڑھنا بھی سنت ہیں۔اسی طرح فقہائے احناف کے نزدیک نمازِ عید میں چھ زائد تکبیریں پڑھنا واجب ہیں۔ اس کے علاوہ نمازِ عید الفطر سے پہلے کچھ کھا پی لینا بھی سنت نبوی ہے۔

عید کے سنن وآداب:

عید الفطر کے دن حسبِ ذیل کام کرنا سنت اور مستحب ہیں: (۱) حجامت بنوانا، (۲) ناخن ترشوانا، (۳)مسواک کرنا، (۴)غسل کرنا، (۵)نئے یا صاف ستھرے کپڑے پہننا، (۶)خوشبو لگانا، (۷)عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز (طاق عدد میں) کھانا، (۸) نمازِ عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا، (۹) صبح کی نماز مسجد میں پڑھ کر عید گاہ چلے جانا، (۱۰)راستے میں تکبیرات تشریق پڑھنا، (۱۱) عید گاہ آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا، (۱۲)خوشی ومسرت کا اظہار کرنا، (۱۳) آپس میں عید کی مبارک باد دینا، (۱۴) بعد از نمازِ عید مصافحہ ومعانقہ کرنا (یعنی گلے ملنا) وغیرہ۔

عید گاہ آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا:

مسنون یہ ہے کہ جس راستے سے نمازِ عید پڑھنے کے لئے عید گاہ جائے تو نمازِ عید پڑھ کر اس راستے کے بجائے دوسرے راستے سے گھر آئے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن (عید گاہ آتے جاتے) راستہ تبدیل فرماتے تھے‘‘۔

(صحیح بخاری، مشکوٰۃ المصابیح)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ راستہ تبدیل کرنے میں چند حکمتیں یہ ہیں:

☆......دونوں راستے نمازی کی عبادت اور ذکر کی گواہی دیں۔

☆......ان راستوں کے رہنے والے جن و انس اس کے ذکر اور عبادت کے لئے گواہ ہوں۔

☆......دونوں راستوں کو ’’جائے عبادت‘‘ کی گزر گاہ بننے کی فضیلت حاصل ہو۔

☆......دونوں راستوں پر شعائر اسلام کا اظہار ہو۔

☆......متعدد جگہوں پر ذکر الٰہی کا اظہار ہو۔

☆......دونوں طرف کے رہنے والے رشتہ داروں اور دوست و احباب سے ملاقات ہو جائے۔

☆......راستے میں اگر قبرستان ہو تو قبروں کی زیارت کا موقع بھی حاصل ہو جائے۔

☆......دو راستے اختیار کئے جائیں تاکہ زیادہ محنت ومشقت کرنے سے زیادہ اجر وثواب حاصل ہو۔

☆......نمازِ عید کے لئے جانے والے نمازیوں کے ذکر سے دونوں راستوں کے بے نمازیوں کے ضمیر پر ضرب لگے اور انہیں یہ خیال آئے کہ ایک یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے جا رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ جنہیں سال کے بعد بھی نماز پڑھنے کا ہوش نہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم: جلد۲صفحہ ۲۶۱)

ماہِ شوال کے چھ روزے:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس شخص نے رمضان المبارک کے (سارے) روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو یہ ہمیشہ روزے رکھنے کی مثل ہے۔‘‘

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی (متوفی676ھ) لکھتے ہیں کہ عید الفطر کے بعد شوال المکرّم کے یہ چھ روزے پے درپے اور متواتر رکھنے چاہئیں اور اگر یہ روزے متفرق کر کے رکھے یا شوال کے آخر میں رکھے تب بھی متابعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ چھ روزے ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر اس لئے ہوں گے کہ ایک نیکی کا اجر وثواب دس گنا ہوتا ہے اور رمضان المبارک کے تیس روزے اور شوال المکرّم کے چھ روزے مل کر چھتیس روزے ہوئے اور دس سے ضرب دینے کے بعد حاصل ضرب تین سو ساٹھ ہوا اور چونکہ سال میں قمری مہینوں کے اعتبار سے تقریباً تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں، اس لئے جو شخص رمضان المبارک کے سارے روزے رکھنے کے بعد شوال المکرّم کے چھ روزے بھی رکھتا ہے تو اس کو تین سو ساٹھ روزوں کا اجر وثواب ملے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی تمام عبادتوں، حاجات اور دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں اپنی رحمت کاملہ اور اپنے حبیب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے قبول فرمائے اور ہم سب کو نیک اعمال کرنے کی توفیق اور طاقت و ہمت عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔☆☆

صدقۂ فطر کی حقیقت

مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی مدظلہ

فطر کے معنی روزہ افطار کرنے یا روزہ نہ رکھنے کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رمضان شریف کے روزے ختم ہونے کی خوشی میں شکریہ کے طور پر یہ صدقہ مقرر فرمایا ہے، اسی کو صدقہ فطر کہتے ہیں۔ رمضان کے روزے ختم ہونے کی خوشی میں جو عید منائی جاتی ہے اس کو اسی لئے عیدالفطر کہا جاتا ہے۔ صدقہ فطر ہر مسلمان صاحب نصاب پر واجب ہے، جو نصاب زکوٰۃ کا ہے وہی اس کا بھی ہے، فرق دونوں میں یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے تو چاندی یا سونا یا مال تجارت ہونا اور اس پر ایک سال گزرنا شرط ہے، اور صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے ان باتوں کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کے واجب ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ ضروری سامان کے علاوہ کسی کے پاس اتنا مال واسباب ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہے، تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے، اس پر سال گزرنا شرط نہیں ہے۔ مثلاً کسی کے پاس استعمالی کپڑوں سے زیادہ کپڑے رکھے ہوئے ہیں، یا کسی کا کوئی ذاتی مکان خالی پڑا ہے، یا اسی قسم کا کوئی اور سامان اور اسباب ہے جو اس کی حاجت اور ضرورت سے زائد ہے اور ان چیزوں کی قیمت نصاب کے برابر یا زیادہ ہے تو ایسے شخص پر صدقہ فطر واجب ہے۔ حدیث میں صدقہ فطر کی بہت تاکید آئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو مقرر کرکے مکہ معظّمہ کے گلی کوچوں میں یہ اعلان کرایا کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو کہ غلام۔ (ابوداؤد)

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جس شخص نے عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کردیا تو یہ زکوٰۃ مقبولہ ہے، اور جس شخص نے عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو وہ صدقوں میں ایک صدقہ ہے۔'' (دارقطنی، بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماہ رمضان کا روزہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتا ہے اور بغیر صدقۂ فطر کے اوپر نہیں اٹھایا جاتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ماہ رمضان کا روزہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتا ہے اور بغیر صدقۂ فطر کے اوپر نہیں اٹھایا جاتا۔ (انوارالصوم)

صدقہ فطر غرباء کے کھانے کی غرض سے مقرر کیا گیا ہے، اور اس لئے (بھی) مقرر کیا گیا ہے کہ روزوں میں جو کوتاہی ہوگئی ہو وہ دور ہو جائے، روزوں میں کبھی لغو اور بیہودہ بات ہوجاتی ہے وہ صدقہ فطر سے معاف ہوجائے۔ (ابوداؤد)

عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن صغیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاع گیہوں ہر شخص کے ذمہ ہے، بچہ ہو یا بڑا آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، غنی ہو یا فقیر۔ غنی کو تو اللہ تعالیٰ (صدقہ فطر کی وجہ سے) پاک کردیتے ہیں (اس کی جان اور مال دونوں کو) اور فقیر کو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ واپس کردیتے ہیں، جو اس نے (صدقہ میں) دیا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر فقیروں پر بھی ہے، اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک فقراء اور مساکین پر بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے، اور دلیل ان کی یہ ہے کہ صدقہ فطر کے واجب ہونے کی علت اور مصلحت یہ ہے کہ اس سے روزہ داران بیہودہ اور لغو باتوں سے پاک ہوجاتا ہے جو روزہ میں اس سے سرزد ہوجاتی ہیں، کیونکہ روزہ میں ایک نہ ایک بات روزے کے آداب کے خلاف ہوہی جاتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صدقہ فطر جب فقیر پر بھی واجب ہوگیا تو پھر کس کو دیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی علت اور مصلحت بتا کر اس کی اہمیت لوگوں کے ذہن میں بٹھائی ہے، تاکہ لوگ اس کے ادا کرنے میں غفلت اور سستی نہ کریں۔ اب رہا یہ سوال کہ جب

خود فقراء پر صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہوا تو کس کو دیا جائے، تو اس کی صورت یہ ہے کہ مالدار لوگ غرباء کو دیں، اور غرباء اپنے سے زیادہ غریب اور محتاج کو دیں۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ فقراء کے ذمہ صدقہ فطر واجب نہیں، اگر ان پر بھی ضروری قرار دیا جائے تو پھر مستحق کون رہے گا، ویسے فقراء بھی ادا کردیں تو ثواب ان کو بھی ملے گا۔ (درمختار)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ’’یعنی جس نے پاکی حاصل کی اور خدا کا نام لیا پھر نماز پڑھی وہ کامیاب ہوگیا۔‘‘ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بعض سلف کہتے ہیں ’’تَزَکّٰی‘‘ زکوٰۃ سے ہے مراد یہاں صدقۃ الفطر ہے، اور ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ سے تکبیرات عید مراد ہیں اور فَصَلّٰی میں نماز عید کا ذکر ہے۔ یعنی عید کے روز کا پروگرام یوں ہے، صدقۃ الفطر، پھر تکبیریں، پھر نماز۔ (فوائد عثمانیؒ)

حاصل یہ ہوا کہ تَزَکّٰی سے مراد صدقہ فطر ادا کرنا ہے، کیونکہ اس سے تزکیہ اور صفائی حاصل ہوتی ہے، اور اللہ کا نام لینے سے مراد تکبیر تحریمہ اور تکبیرات زائدہ ہیں جو عید کی نماز میں کہی جاتی ہیں، اور نماز سے عید کی نماز مراد ہے۔ صدقہ فطر کی مقدار: عموماً صدقہ فطر کی مقدار مختلف لکھی جاتی ہے، مگر صحیح بات یہ ہے کہ پونے دوکلو گیہوں یا اس کی قیمت ادا کرنے سے صدقہ فطر ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم، ج6)

عموماً لوگ پوچھتے ہیں کہ فلاں اخبار میں صدقہ فطر کی مقدار یہ بیان کی گئی ہے اور فلاں اخبار میں اس سے زیادہ یا کم بتائی گئی ہے، تو اس کے بارے میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ بس آپ پونے دوکلو گندم کی قیمت کسی دوکان سے خود معلوم کرلیں، اور اسی پر اعتماد کر کے صدقہ فطر ادا کریں۔ اگر کوئی شخص اس سے زائد دے تو اس زائد کا ثواب علیحدہ ملے گا، اور اس اختلاف سے بچنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ متعین مقدار سے زیادہ دیدے، تاکہ شک اور تردد کی بات ہی نہ رہے کیونکہ چند پیسوں کا فرق پڑتا ہے۔

صدقہ فطر کے مسائل:

مسئلہ: کسی شخص کے پاس ضروری اسباب (یعنی اپنی حاجت) سے زیادہ مال و اسباب ہے اور وہ قرضدار بھی ہے تو یہ اندازہ کر کے دیکھا جائے کہ قرضہ ادا کرنے کے بعد کتنا مال بچتا ہے، اگر اتنی قیمت کا مال بچ جائے جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے، اور اتنی مقدار سے کم ہو تو واجب نہیں۔ (درمختار، ج1)

مسئلہ: اگر کوئی شخص عید کے دن صبح صادق سے پہلے مرگیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں، اس کے چھوڑے ہوئے مال میں سے نہ دیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مستحب اور زیادہ ثواب کی بات یہ ہے کہ عید کی نماز پڑھنے جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کردیا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر صدقہ فطر کوئی شخص رمضان میں دیدے تو دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں۔ (درمختار، ج2)

مسئلہ: اگر کوئی شخص عید کے دن صدقہ فطر نہ دے سکا تو بعد میں دیدے۔ (ہدایہ، ج1)

مسئلہ: کسی نے اگر کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے، روزہ رکھنے والے اور نہ رکھنے والے میں کوئی فرق نہیں۔ (عالمگیری، ج1)

مسئلہ: ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک محتاج کو یا تھوڑا تھوڑا کئی کو دے سکتا ہے۔ (درمختار، ج2)

مسئلہ: کئی آدمی مل کر ایک محتاج کو بھی صدقہ فطر دے سکتے ہیں، لیکن وہ صدقہ فطر اتنا زیادہ نہ ہو کہ مقدار زکوٰۃ کو پہنچ جائے۔ (درمختار، ج2)

مسئلہ: صدقہ فطر میں اگر غلہ یا کپڑے کی بجائے قیمت دیدے تو زیادہ اچھا ہے۔ (عالمگیری، ج1)

مسئلہ: جن لوگوں کو زکوٰۃ دینی جائز ہے وہی لوگ صدقہ فطر کے بھی مستحق ہیں۔ (درمختار، ج2)

مسئلہ: مرد پر صدقہ فطر اپنی اور اپنی چھوٹی اولاد کی طرف سے بھی واجب ہے، ایسے ہی جو بچہ عید کے دن صبح صادق سے پہلے پیدا ہو، اس کا بھی صدقہ فطر دیا جائے۔ (درمختار)

صدقہ فطر کن لوگوں کو دینا جائز ہے:

مسئلہ: جن لوگوں کو زکوٰۃ دینی جائز ہے ان کو صدقہ فطر دینا بھی جائز ہے، مثلاً بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلا باپ، سوتیلی ماں، ساس، سسر، سالا، سالی وغیرہ، ان سب کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے۔ (شامی) نیز صدقہ فطر بطور عیدی بھی دیا جاسکتا ہے۔

کن لوگوں کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں:

ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا، پردادی، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی، خاوند، بیوی وغیرہ ان سب کو زکوٰۃ و صدقہ فطر دینا ناجائز ہے۔ ☆☆☆

ماہِ شوال کے فضائل

مولانا ندیم احمد انصاری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۔‘‘ (مفہوم) حج کے مہینے (طے شدہ اور) معلوم ہیں۔ (البقرہ)

حج کے مہینے: جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے، اس سے مراد شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔ حضرت عمرؓ، ان کے صاحب زادے حضرت عبداللہ، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے یہی روایت کیا گیا ہے اور یہی اکثر تابعینؒ کا قول ہے۔ (لطائف المعارف)

حج کا پہلا مہینہ:

علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ اشہرِ حج تین ہیں، جن میں سے پہلا شوال (اور دوسرا ذوالقعدہ) ہے۔ (فتح الباری) اور حج کے مہینوں میں سے ہونا شوال کے مہینے کے لیے نہایت عظمت وفضیلت کی دلیل ہے، جیسا کہ آج بھی بہت سے لوگ اسی مہینے سے حج کے لیے رختِ سفر باندھتے ہیں۔ شوال المکرّم ہی سے حج کی تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں، جسے ’ماہِ فطر‘ بھی کہتے ہیں اور یکم شوال المکرّم عید کا دن اور گناہوں کی مغفرت کا دن ہے، جیسا کہ حدیثِ انسؓ میں تصریح ہے کہ رمضان کے روزے وغیرہ سے فراغت پر عیدگاہ آنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو گواہ بنا کر مژدہ سناتے ہیں کہ ’’بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔‘‘ (الحدیث)

شوال کے روزے:

ماہِ شوال میں عید الفطر اور صدقۂ فطر کے علاوہ ستہ شوال (یعنی شوال کے چھ روزے) صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور جمہور فقہاء کرام کے نزدیک یہ روزے سنت ومستحب ہیں۔ فرض، واجب اور مسنون روزوں کے بعد تمام نفل روزے، جب کہ ان کے لیے کوئی کراہت ثابت نہ ہو، مستحب ہیں لیکن بعض روزے ایسے ہیں کہ ان میں ثواب زیادہ ہے، من جملہ ان کے ستہ شوال کے روزے بھی ہیں۔ (عمدۃ الفقہ)

جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس مہینے میں جو امر بصحت ثابت ہوا ہے، من جملہ ان کے چھ دن کے روزے بھی ہیں۔ (ماثبت بالسنہ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، تو یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

یہ اس وجہ سے ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک نیکی کا ثواب دس گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے اور ان روزوں کے متعلق تو صراحت ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص عید الفطر کے بعد چھ دن روزے رکھے، اس کو پورے سال روزے رکھنے کا ثواب ملے گا، (کیوں کہ) جو ایک نیکی لائے، اس کو دس گنا اجر ملے گا۔ (ابن ماجہ)

شوال کے روزے کس طرح رکھیں:

ماہِ شوال کے چھ روزے، جس کے لیے کوئی شرط نہیں ہے، تین اماموں کے نزدیک مستحب ہیں، مالکیہ کو اس سے اختلاف ہے۔ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ان روزوں کو متواتر چھ دن رکھا جائے۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ درجِ ذیل صورتوں میں ستہ شوال کے روزے مکروہ ہیں؛ (۱) اگر روزے دار کوئی ایسا شخص ہو، جس کی لوگ پیروی کرتے ہوں اور یہ اندیشہ ہو کہ مبادا یہ روزے واجب سمجھے جانے لگیں گے، (۲) یا ان روزوں کو عید الفطر کے اگلے دن ہی سے رکھنا شروع کردے، (۳) یا لگاتار چھ روزے رکھے، (۴) یا ان روزوں کا اظہار کرے۔ مذکورہ بالا باتوں میں سے کوئی بھی بات نہ پائی جائے تو یہ روزے مکروہ نہیں ہوں گے، البتہ اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ان روزوں کا عید سے متصل رکھنا سنت ہے تو یہ روزے مکروہ ہوں گے، اگرچہ روزے

ظاہر نہ کئے گئے ہوں اور متفرق طور پر ہی رکھے گئے ہوں۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ یہ روزے متفرق دنوں میں ہوں، مثلاً: ہر ہفتے میں دو دن۔ (کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ)

فتاویٰ عالمگیری میں بھی احناف کا یہی قول لکھا ہے کہ یہ چھ روزے جدا جدا ہر ہفتے میں دو دن مستحب ہیں۔ (ہندیہ)

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب 'تجنیس' میں لکھا ہے کہ عیدالفطر کے بعد شوال کے چھ روزے لگاتار رکھنے کو بعض فقہاء کرام نے مکروہ قرار دیا ہے لیکن مختار قول یہ ہے کہ یہ چھ روزے لگاتار رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حسن بن زیادؒ سے بھی منقول ہے کہ شوال کے چھ روزے لگاتار رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس کے اور رمضان کے درمیان عیدالفطر کے دن کا فصل کرنا کافی ہے۔ 'حقائق' میں ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک عیدالفطر کے دن کے بعد متصلاً شوال کے روزے رکھنا مکروہ ہے، ہمارے (یعنی احناف کے) نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ (شامی)

دوٹوک فیصلہ:

جس طرح مسلم کی روایت میں ''واتبعہ'' کے الفاظ کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی روایت وارد ہوئی ہے، اسی طرح اس مضمون میں ثوبانؓ کی روایت بھی آئی ہے، جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ''ثم اتبعہ'' کی جگہ 'فاتبعہ'' فاء سے ہے اور اس سے تعقیبِ حقیقی مراد نہیں ہے، کیوں کہ اس میں عید کے دن کا روزہ لازم آتا ہے، پس اول ماہ میں یا اس کے بعد (پورے مہینے میں کبھی) بھی (یہ روزے رکھنا) درست ہے۔ (ماثبت بالسنہ) اسی لیے مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ماہِ شوال میں چھ دن نفل روزہ رکھنے کی فضیلت دوسرے نفل روزوں سے بہت زیادہ ہے، ان کو شش عید کے روزے بھی کہتے ہیں لیکن اس میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کو عید کے اگلے دن سے شروع کردے، تب تو وہ ثواب ملتا ہے ورنہ نہیں، تو یہ خیال غلط ہے بلکہ اگر مہینے بھر میں ان کو پورا کرلیا تو ثواب ملے گا، خواہ عید کے اگلے ہی دن شروع کرے یا بعد کو شروع کرے اور خواہ لگاتار رکھے یا متفرق طور پر۔ (زوال السنہ)

ایک اہم مسئلہ:

بعض لوگ ان چھ روزوں میں اپنے قضا کے روزوں کو محسوب کرلیتے ہیں کہ شش عید کے روزے بھی ہوجائیں گے اور قضا بھی ادا ہوجائے گی، خیال رہے کہ ان روزوں میں قضا کی نیت کرنے سے شش عید کی فضیلت حاصل نہ ہوگی البتہ قضا کے روزے ادا ہوجائیں گے، اس لیے کہ یہ قواعد کے خلاف ہے۔ (زوال السنہ: ۵۳) لیکن سیدی و مرشدی حضرت مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم کے فتاویٰ میں مرقوم ہے کہ بعض فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ قضاء کی مستقل نیت کریں۔ (محمود الفتاویٰ)

☆☆.....................☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، گوجرانوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کا یونٹ بھی بہت قدیمی اور فعال یونٹ ہے۔ مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزادؒ ایک عرصہ تک امیر رہے۔ جنھوں نے قیامِ پاکستان سے پہلے تحریک آزادی میں مجلس احرارِ اسلام کے پلیٹ فارم سے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ کسی تحریک میں ڈکٹیٹر بھی مقرر ہوئے، تو ڈکٹیٹر ان کے نام کا جزو بن گیا۔ آپ مسلکاً اہلحدیث تھے اور جمعیت اہلحدیث کے بھی کسی اہم عہدہ پر برقرار رہے۔ ۱۸/ مارچ ۲۰۰۴ء کو انتقال فرمایا، تاحیات مجلس گوجرانوالہ کے امیر رہے۔ حافظ محمد ثاقبؒ لدھیانہ سے مہاجر تھے۔ گوجرانوالہ دفتر کے ایک عرصہ تک انچارج رہے، تب دفتر سیالکوٹی دروازہ کے اندر ہوتا تھا۔ اس وقت ہمارے حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ کے خلیفہ مجاز نامور روحانی شخصیت مولانا محمد اشرف مجددی مدظلہ امیر ہیں، جبکہ حافظ محمد یوسف عثمانی مدظلہ ناظم اعلیٰ، ان حضرات کی سرپرستی میں مولانا محمد عارف شامی مبلغ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ امیر محترم کی صدارت میں ۲۶/ مارچ ۲۰۲۲ء کو جامع مسجد ختم نبوت کنگنی والا ہاشمی کالونی میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس مغرب کی نماز کے بعد منعقد ہوکر رات گئے تک جاری رہی۔ شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی مدظلہ، خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کے شاگرد رشید مولانا محمد عثمان بیگ فاروقی سلمہ، محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ سیالکوٹ مجلس کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر، سیالکوٹ کے جانباز ورکر جناب محمد اویس، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے علماء کرام نے خصوصیت سے شرکت کی جبکہ معروف نعت گو شاعر جناب ملک شہادت علی طاہر جھنگوی نے اپنے نعتیہ کلام سے مجمع کو خوب گرمایا۔ کانفرنس مولانا محمد اشرف مجددی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

کارِ نبوت کا ایک اہم شعبہ

تزکیہ و احسان

مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ

جب ہم شریعتِ اسلامی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، احوال، ارشادات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا عمیق نظروں سے جائزہ لیتے اور اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیمات ہمیں دو حصوں میں منقسم نظر آتی ہیں:

ا:... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک وہ تعلیمات ہیں جن کا تعلق صرف ظاہری اعضاء و جوارح، اعضائے انسانی کے افعال وحرکات اور اُمورِ محسوسہ سے ہے، جیسے قیام، تلاوت، رُکوع، سجود، تسبیح، دعوت، جہاد، آداب، معاملات اور معاشرت وغیرہ، اور یہی حصہ دین کا اصل قالب اور اسلام کا عملی نظام ہے۔

۲:... جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا دُوسرا حصہ وہ ہے جس کا تعلق باطنی کیفیات سے ہے، جن کو ہم اِخلاص واحتساب، صبر وتوکل، زُہد واِستغناء، ایثار وسخاوت، رُوحانی کیفیات اور اِیمانی وقلبی فضائل وصفات سے تعبیر کرسکتے ہیں، اور یہ باطنی کیفیات ان ظاہری اعمال کے ساتھ لازم وملزوم ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہر جگہ خواہ قیام وقعود ہو یا رُکوع وسجود، خانگی معاملات ہوں یا دعوت وتذکیر کے حالات، گھر کا ماحول ہو یا میدانِ جہاد، یہ باطنی کیفیات اور قلبی صفات ہر جگہ نظر آتی ہیں، اور ان باطنی کیفیات کی ظاہری اعمال میں وہی حیثیت ہے جو جسمِ انسانی کے لئے رُوح کی اور ظاہری ڈھانچے کے مقابلے میں دِل کی۔

اس لئے وہ علم جو حصہ اوّل کی تعلیمات پر مشتمل ہے، اسے فقہِ ظاہر سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور وہ علم جو دُوسرے حصے کی تعلیمات پر مشتمل ہے، اسے بجا طور پر فقہِ باطن کہا جاتا ہے۔

انہی باطنی کیفیات کو قرآنِ کریم میں ”وَیُزَکِّیْھِمْ“ اور احادیث میں ”اِحسان“ کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصدِ بعثت کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی مختلف سورتوں میں بیان کیا ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ آیَاتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔“ (البقرۃ:۱۲۹)

ترجمہ:... ”اے ہمارے پروردگار! بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے جو ان کے سامنے تیری آیات تلاوت کرے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاک کرے (تزکیہ کرے) بلاشبہ تو غالب اور حکمت والا ہے۔“

یہ حضرت اِبراہیم علیہ السلام کی دُعا ہے جو انہوں نے اپنی آنے والی نسل کے بارے میں فرمائی، سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اِحسان واِمتنان جتلاتے ہوئے فرمایا:

”لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ آیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ۔“ (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ:... ”اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اِحسانِ عظیم فرمایا کہ ان میں ایک رسول ان ہی میں سے بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور یہ لوگ اس سے پہلے واضح گمراہی میں مبتلا تھے۔“

سورۂ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کے بعد ارشادِ خداوندی ہے:

”ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ آیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ“ (الجمعۃ:۲)

ترجمہ:... ”وہی ہے جس نے بھیجا اُمیین میں ایک رسول انہی میں سے جو ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور

ان کو پاک وصاف کرتا ہے، اوران کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور یہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔‘‘

ان مذکورہ بالا آیات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درج ذیل مقاصد معلوم ہوئے: ۱:...تلاوتِ آیات، ۲:...تعلیمِ کتاب، ۳:...تعلیمِ حکمت، ۴:...تزکیۂ نفوس۔

صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ہر دور میں علمائے کرام اور مشائخ عظام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مقاصدِ بعثت پر کام کیا۔

۱:...تلاوتِ آیات

قرآنِ کریم کے الفاظ وحروف کی تصحیح کرانے والے، قرآنِ کریم یاد کرانے والے اور تجوید پڑھانے والے قرائے کرام، اسی طرح وہ علمائے کرام اور قرائے عظام بھی جنہوں نے مختلف قرأتوں اور تلاوتِ آیات کی مختلف کیفیتوں کو محفوظ کیا، ان پر کتابیں لکھیں، یہ سب مقصدِ اوّل کے مظہر ہیں۔ اسی طرح قرأت وتجوید اور رسم الخط سے متعلق علوم اوران پر لکھی گئی کتابیں سب مقصدِ اوّل کی وضاحت، اس کا بیان اوراس کی تشریح ہیں۔

۲:...تعلیمِ کتاب

اسی طرح علمِ تفسیر، مفسرین کے طبقات، ائمہ تفسیر اور تفسیر کی مختلف اور بے شمار کتابیں دُوسرے مقصد کے ترجمان اور تشریح ہیں۔

۳:...تعلیمِ حکمت

حکمت سے مراد چونکہ حدیث ہے، اس لئے محدثین وفقہاء تیسرے مقصد کا مظہرِ اَتم ہیں، کیونکہ محدثین نے الفاظِ حدیث کی حفاظت کی، ان کو جمع کیا، ان کو منقح کیا، ان میں صحیح اور غیر صحیح کی تمیز کی، حدیث کے درجات قائم کئے، اس کے لئے پچاس سے زائد علوم کو ایجاد کیا، اور چونکہ احادیث، رجال کے واسطے سے پہنچی ہیں، اس لئے ان کے حالات معلوم کرنے کے لئے اور یہ کہ وہ کس درجے کے لوگ تھے، اس کی تحقیق و تفتیش کے نتیجے میں باقاعدہ اسماء الرجال کا فن وجود میں آیا، حدیث کی حفاظت کے سلسلے میں ایک لاکھ سے زائد افراد کے کوائف جمع ہوئے اور پھر جرح وتعدیل کے اُصول وضع کئے گئے، اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک قول، ایک ایک فعل، ایک ایک ادا اور ہر حرکت و سکون کو محفوظ کرلیا گیا، یہ حضرات محدثین کہلاتے ہیں جو الفاظِ حدیث کی حفاظت کرنے والے ہیں، جبکہ فقہائے کرام معانیٔ حدیث کے محافظ ہیں، کیونکہ یہ فقہاء، حدیث اور معانی کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن و حدیث سے مسائل و اَحکام اِستنباط کرنے میں صَرف کردیں، اور قرآنِ کریم کے معانی ومطالب کو محفوظ کردیا، تو فقہاء ومحدثین تیسرے مقصد ’’تعلیمِ حکمت‘‘ کے علم بردار ہیں۔

۴:...تصوف وتزکیہ

چوتھے مقصد تزکیۂ نفوس کی نسبت کے حاملین حضرات صوفیاءِ کرام ہیں، جنہوں نے اس نسبتِ اِحسانی کی پاسبانی کی، قلوب کے تصفیہ و تزکیہ، اِصلاح اور سیرت سازی کا محیرالعقول اور گراں قدر کارنامہ انجام دیا۔

حضرت اقدس حضرت شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’دونوں پیغمبر (حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) دُعا فرمارہے ہیں: وابعث فیھم رسولًا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک (اے ہمارے رب! ایک ایسا پیغمبر بھیجئے یعنی نبی آخرالزمان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کے کلام کی تلاوت لوگوں کو سنائے) ویعلمھم الکتٰب (اور آپ کی کتاب کی تعلیم دے یعنی آپ کے کلام کے الفاظ کے معنی سمجھائے) یفھمھم الفاظہٗ (قرآن پاک کے الفاظ کو سمجھائے) ویبین لھم کیفیۃ آدائہ (اور ہر لفظ کی کیفیتِ ادا کو بھی سکھائے کہ یہ لفظ کیسے ادا کیا جائے گا یعنی تجوید وقرأت کی تعلیم دے۔ اس آیت سے مکاتب قرآن کے قیام کا ثبوت ملتا ہے جہاں تجوید وقرأت سکھائی جاتی ہے اور اسی آیت میں دارالعلوم کا ثبوت ہے جہاں کلام اللہ کی تفسیر ہوتی ہے۔ مقاصد بعثت نبوت کو اللہ تعالیٰ قرآن میں نازل فرمارہے ہیں کہ یتلوا علیھم اٰیٰتک (ہمارا نبی ہماری آیات لوگوں کو سناتا ہے) جس سے مکاتب قرآن کا قائم کرنا ثابت ہوتا ہے اور ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ (اور آپ کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دے) سے دارالعلوموں کے قیام کا ثبوت ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، لہٰذا آپ کی بعثت کے مقاصد کو جاری رکھنا اُمت پر فرض ہے۔

کعبہ کی تعمیر کے ساتھ دونوں پیغمبر علیہما السلام یہ دُعا بھی فرمارہے ہیں کہ: ویزکیھم (اور وہ نبی ایسا ہو جو دلوں کا تزکیہ کرے، ان کو پاک کردے) کیا مطلب کہ اے اللہ! کعبہ تو ہم نے بنادیا لیکن اگر دلوں کا کعبہ صحیح نہیں ہوگا تو اس کعبہ کی بیت اللہ کی کوئی قدر نہیں ہوگی۔ آپ کے گھر کی عزت وہی کرے گا جس کا دِل صاف ہوگا، جس کے دِل میں خدا کا عشق اور محبت ہوگی۔ دیکھا

آپ نے! دونوں نبی کعبہ بنانے کے بعد یہ دُعا کیوں کررہے ہیں؟ کیوں کہ مسلمان کا دِل کعبہ ہے۔ پہلے اس کو غیر اللہ سے پاک کرو۔ اسی لیے کلمہ میں پہلے لا الٰہ ہے کہ دِل کو پہلے لا الٰہ سے خالی کرو، پھر اِلَّا اللّٰہ کا نور ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۶۰ بتوں کو کعبہ سے نکال دیا، مگر جب تک دل سے غیر اللہ کے بت نہیں نکلیں گے، اس وقت تک یہ دِل اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو، کعبہ کی عظمتوں کو نہیں پہچان سکے گا۔ اس لیے مزکّی و مصفّی اور گناہوں سے توبہ کرکے جو متقی بندے حج کرتے ہیں، ان کو کعبہ شریف میں کچھ اور نظر آتا ہے، انہیں کعبہ کے انوار وتجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے درخواست کی کہ ہماری اولاد میں سے ایسا رسول مبعوث فرمایئے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگوں کا تزکیہ کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کے لیے دعا کرے کہ یا اللہ! آپ قیامت تک میری اولاد میں ایسے علماء ربانی پیدا فرمایئے جو آپ کے دیئے ہوئے دین کے باغ کو پانی دیں اور اس کو ہرا بھرا رکھیں، ہمارے مکاتب قرآن کو اور ہمارے دارالعلوموں کو قائم رکھیں۔ تو **یتلوا علیھم ایتک** سے مکاتب قرآن کا ثبوت ہے اور **یعلمھم الکتٰب** سے مدارس علمیہ کے قیام کا ثبوت ہے اور **ویزکیھم** سے خانقاہوں کے قیام کا ثبوت ہے۔ تزکیہ بھی مقصد بعثت نبوت ہے اور نبوت اب ختم ہوچکی، لہٰذا یہ کارِ نبوت آپ کے سچے نائبین اور وارثین کے ذریعہ قیامت تک جاری رہے گا۔ خانقاہوں میں دِلوں کی صفائی ہوتی ہے، دِلوں کو غیر اللہ کے کباڑ خانے اور کچرے سے پاک کیا جاتا ہے، اخلاص پیدا ہوتا ہے۔

حضرت والا تزکیہ کی مزید تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **فان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یطھر قلوب الصحابۃ عن العقائدِ الباطلۃ وعن الاشتغال لغیر اللّٰہ** (نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے دِلوں کو پاک کرتے ہیں باطل عقیدوں سے اور غیر اللہ کے ساتھ دِل لگانے سے) شیخ اور مربی بھی علیٰ سبیل نیابت غیر اللہ سے دِل لگانے سے پاک کرتا ہے۔ اصل تزکیہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، مگر نبوت ختم ہوچکی، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائبین یعنی اولیاء اللہ، مشائخ اور بزرگانِ دین علیٰ سبیل نیابت قیامت تک یہ فریضہ انجام دیتے رہیں گے اور باطل عقیدوں اور غیر اللہ سے دِلوں کو پاک کرتے رہیں گے۔ خانقاہوں میں یہی کام ہوتا ہے۔

قلوب کی طہارت کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نفوس کی طہارت بیان کی ہے: **فان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یطھر نفوس الصحابۃ عن الاخلاق الرذیلۃ** (نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے نفوس کو پاک کرتے ہیں گندے اخلاق سے) گندے اخلاق کیا ہیں؟ مثلاً کبر ہے، عجب ہے، حرص ہے، غصہ ہے، شہوت ہے، نہ دیکھا حلال نہ دیکھا حرام، جہاں دیکھا نمکین چہرہ وہیں کھالیا نمک حرام اور نمک حرامی شروع کردی۔ تو نبی کریم صلی اللہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے نفوس کو اخلاق رذیلہ سے پاک کرتے تھے۔ **فان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یطھر ابدان الصحابۃ عن الانجاس والاعمال القبیحۃ** صحابہ کرامؓ کے بدن کو بھی پاک کرتے ہیں۔ کیسے؟ نجاستوں سے اپنے کو پاک رکھنا اور اعمالِ قبیحہ سے بچنا سکھاتے ہیں۔'' (تعلیم وتزکیہ کی اہمیت)

تو یہ شعبہ تزکیۂ نفس بغیر شیخ ومزکی کے ناممکن ہے۔ عادت اللہ یہی ہے۔ آپ اپنے اکابر کی تاریخ دیکھ لیجیے کہ جو بھی ولی اللہ بنے ہیں، کسی ولی کی صحبت سے بنے ہیں، اگر شاذونادر کوئی واقعہ ہو تو اس میں بھی کسی ولی کی غائبانہ توجہ ہوتی ہے ورنہ دستور یہی ہے کہ جو بھی ولی ہوا، کسی ولی کی صحبت سے ہوا۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جو کسی اللہ کے ولی سے دوستی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے قلوب کو ہر وقت لطف وکرم سے دیکھتے ہیں۔ **ان اللّٰہ تعالٰی ینظر الی قلوب اولیائہ باللطف والکرم فمن کانت محبتہ فی قلوبھم** جن جن کی محبت ان کے دِلوں میں ہوتی ہے **ینظر الیھم باللطف والکرم** اللہ تعالیٰ کا کرم ان پر بھی ہوجاتا ہے، اس لیے آہستہ آہستہ وہ بھی ولی اللہ ہوجاتا ہے۔ (تکمیل معرفت: صفحہ ۲۲ تا ۲۶)

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ ان مقاصدِ بعثت کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''مذکورہ بالا تمام مقاصدِ نبوت کا تکمیل تک پہنچنا، حزبُ اللہ، جماعتِ حقہ اور جماعتِ باطلہ، حزب الشیطان کے درمیان مابہ الامتیاز بھی ہے، یعنی اگر کسی جماعت کی حقانیت معلوم کرنی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اس جماعت کی تگ ودو ومحنت وکاوش کا میدان اگر یہی مقاصد ہیں اور ان کی تحقیقات قراء، مفسرین، محدثین، فقہاء، صوفیاء کی تحقیقات کے خلاف تو نہیں ہیں، تو یہ جماعتِ حقہ سمجھی جائے گی اور وہ اہل السنّت والجماعت کا صحیح مصداق ہوں گے، برخلاف اس کے کہ اگر کسی جماعت کی جدوجہد کا دائرۂ کار یہ مقاصد نہیں اور نہ اُن کی تحقیقات سلف صالح کی تحقیقات کے موافق ہیں تو وہ جماعت باوجود اپنے

بلند بانگ دعاوی کے، جماعتِ اہلِ حق نہیں سمجھی جائے گی، پھر اس معیارِ حق و باطل سے جس جماعت میں جس قدر اِنحراف ہوگا، اُسی قدر زیغ، ضلال، کفر کے درجات منطبق ہوں گے۔“

(ماہنامہ ”بینات“ اشاعت حضرت بنوری نمبر،ص:۳۹)

ان مقاصدِ بعثت میں سے تزکیہ کو آیات میں کبھی آخر میں، کبھی درمیان میں ذِکر کیا گیا، اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تلاوتِ آیات اور تعلیم کتاب وحکمت سے اصل مقصود تزکیۂ نفس ہے، اگر اس سے اللہ کا خوف وڈر، تقویٰ وخشیت پیدا نہ ہو، انسان اخلاقِ رذیلہ سے پاک وصاف نہ ہو، اور اَخلاقِ حمیدہ سے متصف نہ ہو تو زندگی بے مقصد ہے اور جو علم ان صفات کو پیدا نہ کرے وہ حقیقی علم نہیں، بلکہ نرے الفاظ اور علم کی ظاہری صورت ہے۔ تزکیہ وتعلیم کی تقدیم وتاخیر کی عجیب توجیہ بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میرے شیخ اوّل حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھول پوریؒ نے فرمایا کہ قرآن پاک میں بعض جگہ یعلمھم الکتٰب مقدم ہے اور یزکیھم مؤخر ہے۔ اور بعض جگہ اس کے برعکس ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو فرمایا کہ جہاں تعلیم کتاب مقدم ہے، وہاں علوم دینیہ کی عظمت کا بیان ہے تاکہ صوفیاء علوم دینیہ سے مستغنی نہ ہوں اور شریعت وطریقت کو الگ الگ نہ سمجھیں۔ اور جہاں تزکیہ مقدم ہے، وہاں علماءِ دین کو تنبیہ ہے کہ تزکیہ کی نعمت سے غافل نہ ہونا۔ اس کی حضرتؒ نے عجیب مثال دی تھی کہ ظرف کی صفائی سے مقصود مظروف ہوتا ہے، شیشی کی صفائی سے مقصود عطر ہوتا ہے کہ صاف شیشی میں ڈالا جائے، تعلیم کتاب کے تقدم میں علم کی عظمت کا بیان ہے کہ صوفیاء عمر بھر قلب کی شیشی ہی نہ دھوتے رہیں، علومِ دین کی بھی فکر کریں اور تزکیہ کے تقدم میں علماءِ کرام کو ہدایت ہے کہ قلب کی شیشی کی صفائی کی فکر کریں کہ گندی شیشی میں عطر کی خوشبو ظاہر نہ ہوگی۔ غیر مزکّٰی قلب سے فیضان علوم نہ ہوگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے آخر میں اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم ہے، اس کا ربط بیان کرتے ہوئے کیا خوبصورت بات ارشاد فرمائی: ”اس کے بعد اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم کا اس آیت سے کیا ربط ہے یعنی تزکیہ نفس سے کیا ربط ہے؟ چونکہ نفس سے لڑنا آسان نہیں، اس لیے اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم فرما کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ہمیں سکھا دیا کہ اے اللہ! نفس سے مقابلہ مشکل ہے، آپ نے اس کو امّارۃ بالسوء فرمایا ہے یعنی کثیر الامر بالسوء بہت زیادہ برائی کا حکم کرنے والا۔ اور سوء اسمِ جنس ہے جو ساری دنیا کی برائیوں کو شامل ہے۔ یہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ: ”السوء“ میں الف لام جنس کا ہے اور جنس وہ کلی ہے جو انواعِ مختلف الحقائق پر مشتمل ہو۔ معلوم ہوا کہ قیامت تک جتنے گناہ ہوں گے، سب اس ”السوء“ میں شامل ہیں۔ نزولِ قرآن کے وقت جو گناہ تھے اور آج نئے نئے گناہ کے جو طریقے ایجاد ہورہے ہیں، سب اس میں شامل ہیں۔ لیکن ان سے کیسے بچیں گے؟ الا مارحم ربی یہ ما کیا ہے؟ یہ مصدریہ، ظرفیہ، زمانیہ ہے۔ تین نام ہیں اس کے۔ اس لیے مفسرِ اعظم علامہ آلوسیؒ نے اس آیت کے ترجمہ میں بھی اس رعایت کی۔ أی فی وقت رحمۃ ربی یعنی جب ہمارے رب کی رحمت کا سایہ ہوگا تب ہی ہم اس ظالم نفس سے بچ سکتے ہیں۔ فی سے ظرفیہ بنایا، وقت سے زمانیہ بنایا اور رحم سے مصدر بنایا، لہٰذا یہ ما ظرفیہ، زمانیہ اور مصدریہ بن گیا۔ جب تک اللہ کی رحمت کا سایہ ہو، یہ نفس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور اللہ کی رحمت کا سایہ کب ملتا ہے؟ (تفسیر روح المعانی:۱۳/۲)

انہی باطنی کیفیات کو حدیث میں اِحسان سے تعبیر کیا گیا۔ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا: اِحسان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، اگر یہ صفت پیدا نہ کرسکو تو یہ اِستحضار ضرور رکھو کہ اللہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔“ اور اسی کو بعد میں تصوف سے تعبیر کیا جانے لگا۔ (جاری ہے)

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

مولانا مفتی محمود اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حیات و خدمات

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ

حمد وستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا اور درود وسلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا۔

مسند درس وافتاء کی زینت اور احسان وتقویٰ کے شناور، اپنی قیمتی زندگی کے آخری مہینوں میں طویل علالت کے بعد بالآخر اس جہان فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئے ____ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ جامعہ دارالعلوم کراچی کے بانی مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ کے بڑے صاحبزادے حضرت زکی کیفی رحمہ اللہ کے بڑے فرزند، خاندان عثمانی کے نورنظر، جامعہ دارالعلوم کراچی کے دیدہ ور مفتی، طلبہ کے ہردلعزیز استاذ، آفتاب علم ومعرفت اور علمی ودینی حلقوں کی نامور شخصیت حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب پیچیدہ جسمانی عوارض اور طویل علالت کے بعد ۲۵/ رجب ۱۴۴۳ھ (۲۷/فروری ۲۰۲۲ء) کو اتوار کے دن غروب شمس سے کچھ دیر پہلے افراد خانہ اور اپنے پیاروں کے سامنے، دیکھتے ہی دیکھتے اِس جہان سے اُس جہان کی طرف چلے گئے ____ تغمدہ اللّٰہ بغفرانہ ورحمتہ، ان للّٰہ ما أخذ ولہ ما اعطی و کل شئ عندہ بأجل مسمی، برّد اللّٰہ مضجعہ واکرم مثواہ۔

رب کریم نے جن اوصاف وکمالات سے ان کو سرفراز فرمایا تھا، ایسے اہل علم کی مثالیں کم ملتی ہیں، ان کی ذات میں جہاں بالغ نظر فقیہ، نکتہ رس مدرس، صاحب فراست مدبّر، دوراندیش مربّی، جہدوعمل کے پیکر اور فرض شناس منتظم ہونے کے اوصاف جمع تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو تواضع، خندہ روئی اور مکارم ومحاسن کے قابل رشک اوصاف حمیدہ سے بھی نوازا تھا۔ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نگاہوں کی رسائی سے دور بہت دور چلے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے امید ہے کہ یہاں اپنی زندگی کے آخری شب وروز میں ان کو جن جسمانی عوارض، اضطرابات کا سامنا تھا اُن سے نجات پاکر ان شاءاللہ اپنے مشائخ اور بزرگوں کی طرح راحتوں اور نعمتوں کے باغات سے سرشار اور طاعات وحسنات کے ثمرات میں شاداں وفرحاں ہوں گے: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ. (الطّور:۱۷)

> **مختلف النوع دینی، اصلاحی اور علمی موضوعات پر آپ کی متعدد مطبوعہ تصنیفات دستیاب ہیں جو اہلِ علم کے لئے عمدہ تحائف کی حیثیت رکھتی ہیں**

مفتی محمود اشرف رحمۃ اللہ علیہ پیر کے دن ۷/شعبان ۱۳۷۰ھ (۱۲/مئی ۱۹۵۱ء) کو اس دنیا میں آئے تھے اور عمر کے تقریباً ۷۳ سال گزار کر دنیا میں قدم رکھنے والے ہر راہ گزر کی طرح یہاں سے اپنی حقیقی منزل کی طرف چلے گئے کہ یہی خالق کون ومکان کا نظام حیات وممات ہے، یہاں کسی بھی آنے والے کو بقائے دوام حاصل نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اس ''روانگی'' کا استحضار ہی کرتے ہیں اور گزرتے لیل ونہار کی قدر وقیمت کا فقدان ہمیں ناقابل تلافی خسارے کا شکار بنا ڈالتی ہے ____ لیکن کچھ خوش بخت حضرات ایسے بھی ہوتے ہیں جو لمحات زندگی سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر ان کو قیمتی بنادیتے ہیں، مولانا محمود اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ایسے ہی اولوالعزم خوش نصیبوں میں نظر آتا ہے، ان کے بچپن اور جوانی کا زمانہ والد ماجد کی نگرانی اور سرپرستی میں یکسوئی کے ساتھ حصول علم میں گزرا، وہ مستحکم حفظ کے حامل تھے، تکمیل حفظ اور ابتدائی تعلیم کے بعد موصوف نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں اس وقت کے نابغہ روزگار شخصیات سے شرف تلمذ حاصل کرکے درس نظامی کی تکمیل کی، مزید حصول

علم کی خاطر تخصص فی الافتاء کے لئے جامعہ دارالعلوم کراچی میں آ کر داخلہ لیا تا کہ اپنے جدِامجد، فقیہ النفس، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ اور یہاں کے دیگر مشائخ سے استفادہ کرسکیں۔

تخصص فی الافتاء کے بعد بیرون ملک مشائخ سے حصول علم کا شوق ان کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ لے گیا، جہاں انہوں نے کلیۃ الشریعہ میں داخلہ لیا، لیکن قضاء وقدر کا فیصلہ غالب آیا تقریباً ڈیڑھ سال بعد ہی، والد ماجد جناب حضرت زکی کیفی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا سانحہ پیش آیا، اور دراسات کلیہ کی تکمیل کئے بغیر، آپ کو والدہ محترمہ اور بہن بھائیوں کی خدمت و سرپرستی کے لئے پاکستان واپس آنا پڑا، ابھی تک آپ طالب علمی ہی کے دور سے گزر رہے تھے اور عملی زندگی کا آغاز بھی نہیں کرسکے تھے کہ کاندھوں پر گھر کی، بہن بھائیوں کی اور والد ماجد کے کاروبار کو سنبھالنے کی بھاری ذمہ داری آ گئی ـــــ ادارہ ’’اسلامیات‘‘ کے نام سے لاہور میں قائم طباعت واشاعت کا معروف تجارتی ادارہ، جناب حضرت زکی کیفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام پاکستان کے وقت قائم کردہ ادارہ ہے، جو وسیع پیمانے پر علمی ودینی کتب کی نشر واشاعت کا کام کرتا ہے ـــ ایک طرف ضعیف والدہ کی خدمت دوسری طرف بہن بھائیوں کی تعلیم، کفالت، ان کی شادی بیاہ اور کارزار حیات میں عملی طور پر ان کو اتارنے کی مختلف النوع مسئولیتیں بھی آپ سے ہی متعلق تھیں، لیکن رب کریم کا خاص فضل شامل حال تھا، خاندانی بزرگوں کی سرپرستی بھی حاصل تھی، پھر اس دوران دونوں برادران، جناب مسعود اشرف عثمانی اور جناب سعود اشرف عثمانی صاحبان بھی دست وبازو بن کر ہاتھ بٹانے کے قابل ہوگئے تھے اس لئے یہ تمام ذمہ داریاں حسن وخوبی کے ساتھ انجام پذیر ہوئیں اور بحمد اللہ کسی جگہ کسی خلل یا شکایت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

یہاں یہ بات بطور خاص قابل ذکر ہے کہ عام طور پر اس جیسی گھمبیر صورتحال سے دو چار ہونے والا فرد، معاشرتی اور کاروباری حالات کی وجہ سے اسی میدان کا ہوکر رہ جاتا ہے اور درپیش حالات میں عموماً علمی مشاغل اور تحقیق طلب فکری وشرعی امور کی طرف توجہ نہیں ہو پاتی ــــ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور مرحوم کے عزم وحوصلے کی برکت تھی کہ ان بوجھل کردینے والے حالات ومعاملات کے باوجود آپ کے علمی ذوق شوق اور انہماک میں ذرہ برابر کمی نہیں آئی اور ان نامساعد حالات کے باوجود آپ نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں پوری توجہ اور کامیابی سے درس نظامی کی فنی کتب کی باقاعدگی کے ساتھ کامیاب تدریس جاری رکھی اور فقہ وافتاء سے متعلق بھی قابل رشک علمی رسوخ کے مرتبے تک پہنچ گئے ـــــ **ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔** ـــــ قرآن کریم کی تفسیر سے بھی آپ کو خاص مناسبت تھی اور آپ کا ہفت روزہ حلقۂ درس ـــ جو کئی سال تک تسلسل سے ـــ جاری تھا، حاضرین ذوق وشوق سے اس کو آباد رکھتے تھے، بعد میں علالت کی وجہ سے یہ مفید سلسلہ منقطع ہوگیا۔

جامعہ دارالعلوم کا دارالافتاء اپنے بانی و سرپرست مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کے دور سے آج تک ملک وبیرون ملک مرجع خاص وعام ہے، جہاں ہر طرف سے شرعی سوالات کا تانتا بندھا رہتا ہے اور متعدد اہل علم حضرات شرعی مسائل کی تحقیق اور جواب کی تیاری میں سرگرم عمل رہتے ہیں، لیکن جواب تیار ہونے اور مختلف مرحلوں سے گزرنے کے بعد دارالافتاء دارالعلوم کے ضوابط کی رو سے اس کا اجراء اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ مفتی کے منصب کی حامل شخصیت کی نظر سے نہ گزر جائے تب جا کر وہ رجسٹرڈ ہوجاتا ہے اور اجراء کے قابل قرار پاتا ہے، اس سلسلے کا زیادہ تر کام بھی مفتی محمود اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے گزرتا تھا تا کہ کسی شرعی خلل کا اندیشہ نہ رہے ـــــ اہل علم جانتے ہیں کہ شرعاً یہ کام بڑا دقیق، غور طلب اور حساس نوعیت کا ہے جو ہر صاحبِ علم کے بس میں نہیں ہوتا، اس کے لئے علمی رسوخ، طویل ممارست اور مفتیان عظام کے زیر سایہ تربیت یافتہ ہونا ضروری ہوتا ہے، آپ بجا طور پر اس استعداد کے حامل تھے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

تدریس اور افتاء کی محنت طلب اور اہم ترین ذمہ داریوں کے علاوہ آپ تزکیہ نفس اور اصلاح باطن سے متعلق سلوک وطریقت کے رموز سے بھی آشنا تھے، اپنے وقت کے معروف اور عظیم القدر مشائخ طریقت سے آپ نے اِس راہ صفا میں کسبِ فیض کیا تھا، آپ کے حسن عمل کو دیکھ کر ان حضرات نے آپ کو خلافت واجازت کی سند سے نوازا تھا، چنانچہ فضلائے مدارس اور دیگر حضرات اصلاح اخلاق واعمال کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے اور تمام تدریسی اور علمی مشاغل کے باوجود، سالکین طریقت کا باقاعدگی

کے ساتھ اصلاح نفس کے لئے آپ سے زبانی اور قلمی رابطہ قائم تھا، موبائیل میسج کا ذریعہ بھی استعمال ہوتا تھا اور آپ خاص توجہ سے رجوع کرنے والے ان ضرورت مندوں کی معاونت فرماتے تھے ـــــ ان تمام علمی، عملی اور اصلاحی مشاغل کے ساتھ آپ تصنیف و تالیف کا بھی قابل رشک ذوق رکھتے تھے چنانچہ مختلف النوع دینی، اصلاحی اور علمی موضوعات پر آپ کی متعدد مطبوعہ تصنیفات دستیاب ہیں جو اہل علم کے لئے عمدہ تحائف کی حیثیت رکھتی ہیں۔

پیدائش سے لے کر ۱۹۹۰ء تک آپ کی سکونت لاہور میں رہی جہاں آپ علمی، کاروباری اور خاندانی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے، پھر جب آپ کے دونوں زیرک اور باصلاحیت برادران نے ان ذمہ داریوں سے آپ کو کافی حد تک فارغ کیا تو آپ جامعہ دارالعلوم کراچی منتقل ہوگئے اور اپنے آپ کو یہیں پر علمی اور اصلاحی کاموں کے لئے وقف کردیا، یہاں تک کہ وقت موعود آگیا ـــــ کوئی بھی آدمی ہمیشہ صحت مند یا ایک ہی طبعی حالت میں نہیں رہتا، عمر کے ساتھ ساتھ جسمانی عوارض بھی لاحق ہوتے ہیں جن میں بندہ مومن کے لئے جہاں پریشانیاں ہیں وہاں بشارتیں بھی ہیں کہ پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے تو گناہ معاف ہوتا ہے، اور نیکی لکھی جاتی ہے بشرطیکہ جزع و فزع نہ ہو اور صبر و تحمل اختیار کیا جائے، علاج کی بھی کوئی ممانعت نہیں ہے، بلکہ سنت ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف امراض میں علاج کرایا بھی ہے اور امت کو بھی نہ صرف علاج کی تلقین کی ہے بلکہ احادیث نبویہ میں مختلف عوارض کے لئے طبّی نسخے بھی مروی ہیں جو طب نبوی کے نام سے روایات حدیث بڑا موضوع ہے اور اس پر تصانیف موجود ہیں۔

مفتی محمود اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلند فشار خون، بلڈ پریشر کا عارضہ تو قیام لاہور کے دوران بھی تھا لیکن قلب کا کوئی عارضہ نہیں تھا ـــــ کراچی منتقل ہونے کے کافی عرصے بعد ۲۰۰۷ء کو دل کا دورہ ہوا، جس کی وجہ سے آپ کئی دن تک امراض قلب کے ہسپتال میں زیر علاج بھی رہے ـــــ طبی طریقہ علاج کے مطابق جب مختلف ٹیسٹ ہوئے تو معالجین نے یہ تشخیص کیا کہ دل کی کارکردگی متاثر ہوگئی ہے اور اب اس کی صلاحیت کار صرف ۳۵ فیصد ہے، اس صورتحال کے پیش نظر علاج اور احتیاط کا توجہ طلب مرحلہ شروع ہوا، تاہم بحمداللہ سارے معمولات حسب سابق جاری رہے۔ لیکن علاج کے باوجود دل کی کارکردگی بہتر نہ ہوسکی اور وقت کے ساتھ اس میں مزید انحطاط آتا چلا گیا، یہاں تک کہ آخری سالوں میں یہ کمزوری ۲۵ ـــ ۲۰ فیصد تک آگئی، اور اس نازک صورتحال کی وجہ سے رفتہ رفتہ دیگر متعدد عوارض نے بھی سر اٹھایا جن کے سامنے کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوسکی۔

آخری مہینوں میں معدے کے السر نے آپ کو بہت مضطرب رکھا، گردوں کا عمل بھی متاثر ہوا، پھر جگر میں بھی پانی آگیا، اس دوران کورونا کا بھی حملہ ہوا تھا، لیکن بحمداللہ اس سے افاقہ ہوگیا تھا، قلب کے اس عارضے ہی کی وجہ سے جسم سے پانی کے اخراج کے فطری عمل میں سخت خلل واقع ہوا اور کوئی بھی طبّی ترکیب کامیاب ثابت نہ ہوسکی، یہاں تک کہ پھیپھڑوں میں بھی پانی آگیا ـــــ بحمداللہ ماہر اور فکر مند معالجین کی پوری توجہ اس پورے عرصہ میں حاصل تھی اور علاج کے لئے دستیاب ہر طرح کے اسباب و آلات بھی میسر تھے لیکن قضا و قدر کے فیصلے کے ساتھ کوئی انسانی تدبیر کارگر نہ ہوسکی، آخری دنوں میں معالجین نے بھی مایوسی کا اظہار کیا، حضرت مولانا کی وصیت تھی جس کا انہوں نے اپنے متعلقین سے وعدہ بھی لیا تھا کہ ان کا آخری وقت ہسپتال میں نہ گزرے، چنانچہ وفات سے ایک دن پہلے ان کو گھر منتقل کیا گیا، ان کے حالات سے بعض اوقات ایسا بھی لگتا تھا کہ وہ ذہنی طور پر بیدار ہیں، لیکن کئی دنوں تک غنودگی میں رہنے کے بعد بالآخر، اللہ کے یہ ولی وہاں چلے گئے جہاں سے واپسی نہیں ہوتی:

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب زندگانی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہوجائے

۲۷ر فروری ہی کو اعلان کے مطابق رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے نماز جنازہ میں شرکت کے لئے بڑی تعداد میں اہل مدارس اور ہر طبقہ کے حضرات جمع ہوگئے تھے، اور مختصر وقت میں کراچی کے علاوہ دیگر شہروں سے بھی جنازے میں لوگوں کی بڑی تعداد شریک تھی، سنت کے مطابق، کسی تاخیر کے بغیر رات ۱۲ بجے جامعہ میں ہی نماز جنازہ ادا کی گئی اور جامعہ ہی کے قدیم قبرستان میں اپنے بڑوں کے پہلو میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

آدھی رات کا وقت تھا اوپر چار سُو ستارے چمک رہے تھے لیکن آسمان علم کا یہ درخشندہ ستارہ اپنے متعلقین اور اہل محبّت کو غمزدہ چھوڑ کر آخری آرامگاہ کے اُفق میں ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا:

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

اللھم لاتحرمنا أجره و لاتفتنا بعده
ـــ آمین یارب العلمین. ☆☆

مجاہد ختم نبوت محمد ظہور عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

سیّد شجاعت علی شاہ، داتہ مانسہرہ

شاعر ختم نبوت حضرت سیّد امین گیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور نظم کا ایک شعر:

ناز کیوں کرنہ کریں ہم اس نسبت والے
لوگ کہتے ہیں ہمیں ختم نبوت والے

اس شعر کے حقیقی مصداق مجاہد ختم نبوت جمعیت علماء اسلام کے مداح محمد ظہور عثمانی ۱۸/مارچ ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ کو اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ نماز جنازہ اسی روز شام چار بجے غازی کوٹ کے مقام پر حضرت مولانا مفتی وقار الحق عثمان خطیب مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی اسلام آباد کے مبلغ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی نے کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنے والی منزلیں آسان فرمائے، آمین۔

محمد ظہور عثمانی صاحب جناب جمعہ خان صاحب کے گھر مانسہرہ کے نواحی گاؤں غازی کوٹ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آسودہ حال گھرانے میں پرورش ہوئی اور خوب ٹھاٹ باٹ سے زندگی گزاری۔ صوبہ سرحد کے اعلیٰ تعلیمی ادارے اسلامیہ کالج پشاور میں بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ مرور زمانہ کے ساتھ بعد کے ایام میں حالات تبدیل بھی ہوئے اور مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا، مگر مستقل مزاجی طبیعت کا حصہ تھی، سب کچھ سہہ گئے۔

۱۹۶۰ء کی دہائی میں مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کے خطیب حضرت مولانا عبداللہ خالد رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے جڑے تو ایسا مضبوط تعلق بنا کہ مرتے دم قائم رہا۔ حضرت مولاناؒ نے عثمانی صاحب کو ختم نبوت کے دفاع کے کام سے جوڑا تو اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، جو یقیناً ان کی بخشش کا ذریعہ اور درجات کی بلندی کا سبب بنیں گے۔ مولانا عبداللہ خالد صاحبؒ ہی کی رہنمائی میں خانقاہ سراجیہ

> **تحفظ ختم نبوت کے دفاع کے لئے نوجوانوں کو متحرک کر کے جماعت کی صورت میں کام پر لگانے میں بھی عثمانی صاحب کی سعی کارفرما رہی**

نقشبندیہ کندیاں شریف سے تعلق قائم ہوا۔ حضرت والا خواجہ خواجگان خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور گاہے بگاہے خانقاہ شریف حاضر ہوتے رہے۔ کبھی کبھار خط کے ذریعہ بھی حضرت والا کو اپنے حالات سے آگاہ کرتے اور حضرت والا دعاؤں کے ساتھ اصلاح بھی فرماتے۔ صحائف مرشدیہ جو حضرت کے مکتوبات شریفہ کا مجموعہ ہے کے صفحہ ۴۶۳، ۴۶۴ پر عثمانی صاحب کے نام درجن کے قریب مکتوب تحریر ہیں۔ جو ان کے خانقاہ شریف سے مستحکم تعلق کے آئینہ دار ہیں۔

ظہور عثمانی صاحبؒ نے تحفظ ختم نبوت کے کام کو اپنی زندگی کا مقصد اور ہمیشہ کے لئے اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، مرکزی جامع مسجد میں ہوں یا کہیں انتظامیہ کے دفتروں میں ہمہ وقت مشغول کار رہتے۔

ایبٹ آباد میں تحفظ ختم نبوت کے دفاع کے لئے نوجوانوں کو متحرک کر کے جماعت کی صورت میں کام پر لگانے میں بھی عثمانی صاحب کی سعی کارفرما رہی۔

ضلعی انتظامیہ کے ہر شعبہ اور ہر افسر کے ساتھ ہمیشہ دوستانہ تعلقات قائم رکھے اور ان تعلقات کو دفاع ختم نبوت اور حفاظت دین اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے خوب استعمال کیا۔

ختم نبوت کے حوالے سے ہر تحریک کے روح رواں رہے اور ہر چھوٹے بڑے پروگرام میں دور دراز کا سفر کر کے اپنی حاضری ہمیشہ یقینی بناتے رہے۔

اللہ تعالیٰ عثمانی صاحبؒ کی نیکیوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

بھسین واہگہ بارڈر میں ختم نبوت کانفرنس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہندوستان بارڈر سے ڈیڑھ دو کلومیٹر کے فاصلہ پر ۲۷ ؍فروری کو بھسین کی عیدگاہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی۔ مقامی قرأ نے تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا افتتاح کیا۔ جبکہ ملک کے نامور ثناء خواں مولانا محمد قاسم گجر نے ایمان افروز نعتوں اور نظموں سے سامعین کو گرم رکھا۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث مولانا محمد یوسف خان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے راہنماؤں مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا سمیع اللہ کے ولولہ انگیز خطابات ہوئے۔ سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر اور راقم نے بھی بیان کیا۔ کانفرنس ۱۱ بجے دن سے شروع ہوکر ظہر کی نماز کے وقفہ کے ساتھ عصر تک جاری رہی۔ لاہور شہر سے دور دراز علاقہ میں ختم نبوت کا پہلا اور عظیم الشان پروگرام تھا، جس میں سامعین کو عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت واہمیت اور قادیانیت کی سنگینی سے آگاہ کیا گیا۔

نارووال میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس: نارووال میں ایک ڈیرہ پر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی کامیابی کے لئے مقامی جماعت جمعیت اہلسنت کے رفقاء نے قاری محمد امجد کی نگرانی میں بھرپور محنت کی۔ کانفرنس سے پہلے اجلاس میں طے کیا گیا کہ اہل حق کی تمام جماعتوں کو مدعو کیا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کا شرف راقم کو نصیب ہوا۔ اجتماع سے مولانا اورنگزیب فاروقی، مولانا منیر احمد علوی ودیگر نے خطاب کیا۔ کانفرنس سردی کے باوجود رات گئے تک جاری رہی۔

مدرسہ حیات القرآن پسرور: نارووال کانفرنس سے فارغ ہوکر مولانا فقیر اللہ اختر کی معیت میں پسرور آمد ہوئی۔ رات کا قیام وآرام مدرسہ حیات القرآن میں رہا۔ مدرسہ کے منتظم پسرور کے حفاظ وقرأ کے استاذ مولانا قاری غلام فرید اعوانؒ کے فرزند ارجمند مولانا محمد قاسم اعوان مدظلہ ہیں۔ پسرور اہلِ حق، تحریک آزادی اور تحریکہائے ختم نبوت کا مرکز رہا ہے۔ ہمارے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز مولانا بشیر احمد پسروریؒ اور ان کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا رشید احمد پسروریؒ، تحریک

تحفظ ختم نبوت کانفرنس چونڈہ

چونڈہ پاکستان کا معروف شہر ہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں دشمن کے چھ سو ٹینکوں نے چونڈہ محاذ سے پاکستان پر حملہ آور ہونے کے لئے بارڈر کراس کیا۔ پاکستان کے فوجی جوان نے اپنے جسموں پر بم باندھ کر ان کے سامنے لیٹ گئے اور ان کے پرخچے اڑا دیئے۔ سیالکوٹ سے لے کر ننگر پارکر اور مٹھی تک قادیانیوں نے ایک منصوبہ کے تحت اپنے لوگوں کو بسایا، جہاں وہ ملکی راز دشمن کو مہیا کرتے ہیں وہاں اسمگلنگ کے ذریعہ ملکی خزانہ کو نقصان بھی پہنچاتے ہیں۔

چنانچہ چونڈہ بھی بارڈر پر ہے، جہاں ایک عرصہ تک سڑک کنارے مورچے نظر آتے تھے۔ چونڈہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یونٹ قاری محمد انور انصر خطیب جامع مسجد فیصل کی نگرانی میں قادیانیت کے تعاقب میں مصروف عمل ہے۔

چونڈہ میں ایک معروف ترین چوک کا نام ختم نبوت چوک رکھا گیا۔ نیز ایک دروازہ کا نام بھی باب ختم نبوت رکھا گیا۔ مقامی یونٹ نے ۲۵ ؍مارچ کو ایک میرج ہال میں کانفرنس کا اہتمام کیا تلاوت ونعت کے بعد نامور نوجوان خطیب مولانا شاہ نواز فاروقی، مقامی یونین کونسل کے چیئرمین جناب چوہدری محمد احسن باجوہ جن کی مساعی جمیلہ سے ختم نبوت چوک اور باب ختم نبوت نام رکھے گئے اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ سیالکوٹ ونارووال کے مبلغین مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا شرافت علی، مولانا محمد قاسم طاہر اعوان، مولانا محمد طیب اعوان پسرور نے خصوصی شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا قاری محمد انور انصر نے کی، جبکہ اختتامی دعا مولانا بشیر احمد قاسمی نے کرائی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

آزادی اور تحریک ختم نبوت کے نامور راہنما شاعر حضرت سائیں محمد حیاتؒ اسی شہر کے باسی تھے۔ موخرالذکر کی خدمت میں ایک مرتبہ حاضری ہوئی اور راقم نے اپنا نام بتلایا تو زار و قطار رونے لگ گئے اور بار بار فرماتے: میرے قاضی احسان احمدؒ کے شہر کے شجاع آبادی۔ بہرحال ۲۸ فروری صبح کی نماز کے بعد مدرسہ حیات القرآن کی جامع مسجد میں راقم کا معراج النبی کے عنوان پر درس ہوا۔ نارووال سے واپسی پر قلعہ احمد آباد کے مدرسہ مدینۃ العلم میں مولانا قاری محمد اکبر کے حکم پر چندمنٹ کے لئے حاضری ہوئی۔ موصوف جامعہ فاروقیہ سیالکوٹ کے تربیت یافتہ اور مجلس اور اس کے مبلغین کے ساتھ محبت فرماتے ہیں۔ مجلس سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ سیالکوٹ سے نارووال یا شکرگڑھ جاتے ہوئے ناممکن ہے کہ قاری صاحب کے پاس کچھ دیر قیام نہ کریں۔

ایک روز گوجرانوالہ میں: گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی متحرک نوجوان ہیں۔ ان کی دعوت پر دو روز کے لئے گوجرانوالہ آمد ہوئی۔ ۲۸ فروری عصر کی نماز کے بعد مدینہ مسجد پُل لکڑوالی میں مولانا زاہداللہ سلمہ کی دعوت پر بیان ہوا۔ جس میں مجلس کا تعارف اور ممبر سازی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ تقریباً اڑھائی سو سے زائد حضرات نے ممبر سازی میں حصہ لیا اور بیس حضرات نے تاحیات ممبر شپ حاصل کی۔

مکی مسجد گوبند پورہ، کالج روڈ: گوجرانوالہ کے خطیب مولانا عبدالرحیم مدظلہ جامعہ نصرۃ العلوم کے استاذ الحدیث اور بہادر عالم دین ہیں۔ لکی مروت خیبر پختونخوا سے تعلق رکھتے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا جذبہ پختونوں والا ہے۔ ۲۸ فروری مغرب کی نماز کے بعد مکی مسجد میں بیان ہوا۔ یہاں بھی ممبر سازی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ درجنوں مسلمانوں نے ممبر شپ میں حصہ لیا۔ نیز کئی ایک نمازیوں نے تاحیات ممبر سازی کی رسید حاصل کی۔

ایک روز حافظ آباد میں: مولانا محمد عارف شامی سلمہ گوجرانوالہ کے ساتھ ساتھ حافظ آباد ضلع کے بھی مبلغ ہیں۔ یکم مارچ کو حافظ آباد کا سفر کیا۔

گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج حافظ آباد میں: اسٹوڈنٹس اور پروفیسرز، لیکچرارز سے خطاب کا موقع ملا۔ نسل نو کو عقیدۂ ختم نبوت کا مفہوم، اہمیت اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل و فریب سے آگاہ کیا۔ پروفیسرز حضرات سے درخواست کی کہ نسل نو کی باگ وڈور آپ حضرات کے ہاتھ میں ہے۔ آپ چاہیں تو یہ نوجوان جو ملک وملت کا مستقبل ہیں، انہیں بہترین مسلمان بناسکتے ہیں اور ان کے قلوب واذہان آئینہ کی طرح ہیں۔ ان حضرات کی آپ جس طرح تربیت فرمائیں گے وہ ان کے دل ودماغ میں راسخ ہو جائے گی، لہٰذا انہیں بہترین مسلمان اور ملک وملت کا وفادار بنانے کی کوشش فرمائیں۔ یہ نوجوان تمام لادین قوتوں کی شکارگاہ ہیں۔ اساتذہ کرام کو ان کے ایمان وعقائد کا تحفظ کرنا ہوگا۔ کالج میں بیان حافظ آباد کے امیر مفتی محمد جمیل مدظلہ کی مساعی جمیلہ سے ہوا۔ رام گڑھ کے علماء کرام سے ظہر کی نماز کے بعد ملاقات اور انہیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کی ترغیب دی۔ علماء کرام نے ارادہ کیا کہ ان شاء اللہ العزیز! عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اپنی صلاحیتیں وقف کردیں گے۔

قلعہ مجا سنگھ: قلعہ کی جامع مسجد میں عصر کے بعد درس دیا۔ مولانا مفتی محمد جمیل، صوفی عبدالوحید اور مولانا محمد عارف شامی کی رفاقت حاصل رہی۔ درس کا اہتمام مولانا محمد اختر مدظلہ نے کیا۔

جامع مسجد عائشہ جوڑیانوالہ: مسجد کے خطیب مولانا ذبیح اللہ سلمہ ہیں جو جامعہ قادریہ بھکر کے فاضل ہیں۔ جامعہ کے بانی یادگار اسلاف مولانا محمد عبداللہؒ تھے جو جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر اور مرکز میں سرپرست رہے۔ مولانا محمد عبداللہؒ کے جانشین مولانا صفی اللہ مدظلہ ہیں جو جمعیت پنجاب کے ناظم اعلیٰ اور مرنجان شخصیت کے مالک ہیں۔ یکم مارچ کو عشاء کی نماز کے بعد جلسہ ہوا، جس کی صدارت حافظ آباد کے امیر مولانا مفتی محمد جمیل مدظلہ نے کی، جبکہ مولانا محمد عارف شامی اور راقم کے بیانات ہوئے، جلسہ کے اختتام پر لاہور کا سفر کیا۔☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

خطیب چناب نگر حضرت مولانا غلام مصطفی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

موصوف منچن آباد ضلع بہاولنگر کے رہنے والے تھے۔ منچن آباد کے معروف دینی ادارہ جامعہ صادقیہ عباسیہ کے فاضل تھے۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ صادقیہ عباسیہ سے کیا۔ بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سے تین ماہ کا کورس کیا۔ مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی شاگردی میں ردِ قادیانیت کے دجل وفریب سے آگاہی حاصل کی۔

راقم ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں رہا۔ لاہور میں ہمارا دفتر دہلی دروازہ کے باہر حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ کے مزار پُر انوار کے بالمقابل تھا، کچھ عرصہ راقم کے ساتھ مل کر عملی ٹریننگ حاصل کی۔ بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر (اس وقت ربوہ) کے مبلغ بنادیئے گئے تقریباً تیس سال سے زائد انہوں نے چناب نگر میں قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ کردار وکریکٹر کی عمدگی کی وجہ سے قادیانی اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ انہوں نے دسیوں مرتبہ کھیل کود کے عنوان سے قادیانیوں کی ورکشاپس سے پابندیاں لگوائیں۔ جب بھی قادیانیوں نے کوئی شیطنت کی، مولانا غلام مصطفیٰ خم ٹھونک کر میدان میں آئے اوران کا مقابلہ کیا۔ جب بھی قادیانیوں کی آبادی والے علاقہ میں جاتے تو کہتے کہ قادیانیو! میں تمہارے مکہ، مدینہ سے آیا ہوں۔

چناب نگر قادیانیوں کا نہ صرف مرکز رہا ہے، بلکہ اخلاقی طور پر سب سے زیادہ بدکرداریاں اس نام نہاد مقدس شہر میں ہوتی ہیں۔ قادیانی قیادت اپنے غریب پیروکاروں پر جب بھی کوئی زیادتی کرتی تو مولانا مظلومین کی حمایت میں میدان میں آتے اور قادیانی مظالم کے مقابلہ میں آڑ بنتے اور مظلومین کی دادرسی کراتے۔

ان کی خوبیوں میں سے اہم کردار کی عمدگی اور موقف کی پختگی ہے، کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مرحوم نے کسی قادیانی کے ساتھ کمپرومائز کیا ہو۔ ان کا یہ موقف اٹل تھا کہ سانپ اور بچھو سے کمپرومائز ہوسکتا ہے لیکن قادیانی کے ساتھ نہیں، انہوں نے قادیانیوں کو نتھ ڈالے ہی رکھی، وہ عظیم انسان تھا، جو رعب وداب سے نہ کبھی ڈرا اور نہ ہی جھکا۔ ان سے بیسیوں ملاقاتیں رہیں۔ ان کی کل جائیداد شاید چناب نگر میں چند مرلہ کا چھوٹا سا مکان تھا۔ انہوں نے اپنے اکابر سے سیکھی ہوئی غیرت کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ کافی عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آ رہے تھے۔ تمام تر احتیاط کے باوجود شوگر جان لیوا ثابت ہوئی۔

راقم ۱۲ تا ۱۹/ مارچ ۲۰۲۲ء تک چناب نگر رہا، کورس کے سلسلہ میں ان سے بارہا کہا کہ جن حضرات کی کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے، وہ ہر روز اخبارات کی زینت بنتے ہیں اور آپ سب کچھ کرنے کے باوجود میڈیا میں نظر نہیں آتے۔ ان کا کہنا تھا کہ میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے کام نہیں کرتا کہ میڈیا میں نظر آؤں اور لوگ خوش ہوں، بلکہ میرا مقصد لوگوں کے رب کو خوش کرنا اور مخلوق خدا کی خدمت کرنا ہے۔ انہوں نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ارشاد فرمودہ خلاصۂ قرآن کو سامنے رکھا، فرمایا: ”اللہ کو راضی کرو عبادت سے، رسول کو راضی کرو اطاعت سے اور مخلوق کو راضی کرو خدمت سے۔“

جن دنوں راقم چناب نگر میں رہا۔ ان سے ملاقات رہی۔ ۱۸، ۱۹/ مارچ لاہور ۲۰، ۲۱/ مارچ منڈی بہاؤالدین، ۲۲، ۲۳/ مارچ گوجرانوالہ کے ایک دینی ادارہ میں دورۂ تفسیر کے طلبہ کی خدمت میں عقیدۂ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور پر لیکچر دیئے۔ ۲۴/ مارچ چناب نگر واپسی ہوئی تو معلوم ہوا کہ موصوف لالیاں کے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں داخل کرائے گئے ہیں کیونکہ ان کی شوگر بہت بڑھ گئی ہے۔ وہ اگرچہ معروف معنی میں مناظرانہ ذوق نہ رکھتے تھے، بلکہ الزامی جوابات سے مرزائی مناظرین کی بولتی بند

کردیتے تھے۔ ان کے مناظروں کے کئی ایک واقعات مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنی دس جلدوں پر مشتمل تاریخی دستاویز ''تحریک ختم نبوت'' میں جابجا نقل کئے ہیں۔ جن احباب کے پاس وہ کتاب ہے۔ آخری جلدوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ صلبی اولاد سے بہرہ ور نہ تھے، لیکن سینکڑوں حفاظ، قرأ علماء کے وہ تربیت کرنے والے عالم دین تھے۔

ان کا سب کچھ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہی تھی۔ اگر کسی کارکن یا مبلغ سے فروگزاشت ہوتی تو اس کا اظہار وتنبیہ کئے بغیر نہ رہ سکتے۔ ۱۹۸۹ء میں غالباً جماعت میں آئے۔ مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعرؒ سے قادیانیت کے دجل وفریب پر تربیت حاصل کی۔ کچھ عرصہ راقم کے ساتھ لاہور میں بھی رہے، ایسے ہی کچھ عرصہ مولانا محمد اکرم طوفانیؒ کے زیر تربیت رہے۔ چناب نگر میں انہوں نے قادیانیوں کی خلاف دین وقانون سرگرمیوں پر انہیں نتھ ڈالے رکھی۔ بڑے بڑے قادیانی لیڈران سے خم کھاتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں ان کا نام ہی کافی تھا۔ تھانہ کچہری میں قادیانی لیڈرشپ کو انہوں نے تگنی کا ناچ نچوایا۔ کئی ایک واقعات ایسے ہیں قادیانیوں نے چار دیواری کے اندر اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے کی کوشش کی تو مولانا غلام مصطفیٰ ان کے مقابلہ میں سدسکندری ثابت ہوئے اور ان کی غیرقانونی عبادت گاہوں پر پابندی عائد کرائی۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ وہ ایک عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آرہے تھے، لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مارچ کے آخری دنوں لالیاں، چنیوٹ اور بعدازاں الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں زیرعلاج رہے تاآنکہ وقت موعود آن پہنچا اور یکم اپریل ۲۰۲۲ء کو گیارہ بجے صبح ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی اور یکم اپریل جمعہ کا دن تھا، جمعہ کی نماز کے بعد اڑھائی بجے مرکز ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی، جبکہ اسی روز عشاء کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ جامعہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد میں مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی اقتداء میں ادا کی گئی اور انہیں منچن آباد کے قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔

☆☆..............☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی گاڑی کو حادثہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۲۵/مارچ ۲۰۲۲ء کو چونڈہ کانفرنس سے فارغ ہوکر رات گئے گوجرانوالہ کے لئے عازم سفر ہوئے، ڈسکہ سے چند کلومیٹر پہلے ''منڈیکی گورائیہ'' کراس کررہے تھے کہ کسی طرف سے ایک نوجوان بے تحاشا موٹرسائیکل چلاتے ہوئے آیا اور ٹکرا کر کے خود گرگیا۔

۱۱۲۲ والوں کو اطلاع کی گئی وہ آئے اور نوجوان کو زخمی حالت میں گوجرانوالہ سول ہسپتال میں داخل کردیا، یہ تقریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا۔ مولانا شجاع آبادی نے پسرور اور سیالکوٹ کے رفقاء کو اطلاع کی۔ انہوں نے منڈیکی گورائیہ پہاڑ والی مسجد کے خطیب مولانا عبدالحمید کو فون کیا، مولانا عبدالحمید فی الفور جائے حادثہ پر پہنچے۔ گاڑی کو مقامی پیٹرول پمپ پر کھڑا کیا، پولیس بھی موقع پر پہنچ گئی۔ اس نے مولانا شجاع آبادی کی گاڑی کے ڈرائیور محمد دلشاد محمود کو اپنی وین میں بٹھلایا اور گاڑی کی چابی اپنی تحویل میں لے لی۔

اگلے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے رفقاء زخمی نوجوان کی عیادت کے لئے گئے اور اس کی خیروعافیت معلوم کی۔ یونین کونسل منڈیکی گورائیہ کے چیئرمین جناب آفتاب احمد گورائیہ کو اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے مولانا کی گاڑی کے ڈرائیور کو رہائی دلوائی۔ انہی دنوں مسلم لیگ نون کا جلسہ تھا، پولیس اس میں مصروف تھی۔ دوتین روز کی تگ ودو کے بعد گاڑی کی چابی ملی۔

اللہ پاک مولانا عبدالحمید اور جناب آفتاب احمد گورائیہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ ان کی نوازش سے مسئلہ حل ہوا۔ اللہ پاک کے فضل وکرم سے مولانا شجاع آبادی اور ان کی گاڑی کے ڈرائیور حافظ دلشار محمود صحیح سالم رہے۔ کوئی خراش تک نہ آئی، البتہ نوجوان بوقت تحریر ۲۸/مارچ ۲۰۲۲ء ہسپتال میں داخل ہے، اللہ پاک تندرستی نصیب فرمائیں۔ آمین۔

تبصرۂ کتب

نام کتاب: تذکرہ حضرت بہلویؒ

ارشاد فرمودہ: پیر طریقت حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ مدظلہ۔

ترتیب وتبویب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔

شیخ التفسیر قدوۃ السالکین حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ شجاع آبادی دارالعلوم دیوبند کے فاضل، امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے شاگرد رشید، حضرت اقدس پیر فضل علی قریشیؒ مسکین پور شریف، امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی واں بچھرویؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت محمد امیر دامانیؒ، حضرت محمد عمر چشمہ شریف کوئٹہ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز، ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام کے پیرومرشد، تصوف کے امام تھے۔ آپ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے اللہ، اللہ کرتے نظر آتے، آپ کی زبان مبارک سے مہمل لفظ نہیں نکلتا تھا۔ آپ کو دیکھ کر اللہ یاد آتا، آپ ”اذا رو و ذکر اللّٰہ“ کا مصداق تھے۔ آپ عرصہ دراز تک شعبان، رمضان میں علماء کرام اور منتہی طلبہ کو دورۂ تفسیر پڑھاتے۔ بلامبالغہ جہاں آپ سے ہزاروں افراد نے اللہ اللہ کرنا سیکھا اور فن تصوف کے شناور ہوئے۔ وہاں ہزاروں علماء کرام نے آپ سے دورۂ تفسیر پڑھا اور قرآن پاک کے اسرارورموز سیکھے۔

اس وقت ملک کے نامور شیخ طریقت شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ ایک عرصہ آپ کے درِدولت سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنے ایک مسترشد اور خلیفہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو حضرت بہلویؒ کی سوانح حیات مرتب کرنے کا حکم فرمایا۔ تو مولانا شجاع آبادی جو خود بھی حضرت بہلویؒ کے شاگرد و مسترشدین میں سے ہیں، حضرت والا کی تصنیفات، خودنوشت حالات زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ مجموعہ مرتب فرمایا اور حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم نے اپنے جامعہ اور خانقاہ سے طباعت کا انتظام فرمایا۔ پڑھ کر ایسا محسوس ہوگا کہ آپ ایک اللہ والے کی مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ درج ذیل پتہ سے طلب فرمائیں۔ خانقاہ و جامعہ عبیدیہ علامہ اقبال کالونی فیصل آباد۔

نام کتاب: فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سوانح وافکار۔

ترتیب وتبویب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔

ناشر: قاضی احسان احمد اکیڈمی متصل مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ، صدیق آباد بستی مٹھو جلالپور روڈ، شجاع آباد۔

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سرزمین پاک پر آیت من آیات اللہ تھے۔ اللہ پاک نے آپ کو آپ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے منتخب کیا۔ آپ نے سینکڑوں رجال کار کی تربیت کی۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، حضرت مولانا قائم الدین عباسیؒ، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا اللہ وسایا مدظلہ سمیت عقیدۂ ختم نبوت کے محافظین ومناظرین آپ کے تربیت یافتہ تھے اور ہیں۔ مذکورہ بالا علماء و مناظرین کے علاوہ بھی ہزاروں علماء کرام نے آپ سے ٹریننگ لی۔ اس وقت جتنے مجاہدین ختم نبوت جو محاذ ختم نبوت کو سنبھالے ہوئے ہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ گویا قادیانیت کا انسائیکلوپیڈیا تھے۔ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، سوتے جاگتے ان کی سوچ یہی تھی کہ کسی نہ کسی طرح بھولے بھالے قادیانی، مرزا قادیانی کے دامن تزویر سے خلاصی حاصل کرلیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ آپ کے آخری زمانہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ موخرالذکر کو اللہ پاک نے اپنے بزرگوں کے حالات زندگی قلمبند کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ قبل ازیں شاہ جیؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ پر کام کرچکے ہیں۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ استاذالمناظرین حضرت مولانا محمد حیاتؒ پر بھی کچھ کام کیا جائے، چنانچہ بعض بزرگوں نے انہیں اس طرف متوجہ بھی فرمایا۔ یہ آپ کی اب تک لکھی جانے والی کتابوں میں سے آخری کتاب ہے۔ جس میں موصوف نے اپنے استاذ محترم کے حالات زندگی کے علاوہ حیات عیسیٰ علیہ السلام، عقیدۂ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کے کذب و افتراٗ پر کچھ چیزیں جمع کردی ہیں۔ قاضی احسان احمد اکیڈمی شجاع آباد نے اشاعت کی سعادت حاصل کی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے دستیاب ہے۔ نیز مندرجہ ذیل فون پر رابطہ کرکے منگوائی جاسکتی ہے 0300-6347103

تحفظ ختم نبوت کورس چناب نگر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کورس چناب نگر کا افتتاح ۵/ مارچ کو صبح آٹھ بجے ہوا۔ ۵ تا ۱۲/مارچ ۲۰۲۲ء مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم (حیات عیسیٰ علیہ السلام) کا خلاصہ بیان کیا۔ اس ہفتہ شیخ الحدیث مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ اور مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ سیالکوٹ نے عیسائیت کے عنوان پر لیکچر دیئے۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قادیانیوں سے متعلقہ ابحاث کو قادیانی شبہات کے جوابات کے نام سے تین جلدوں میں مرتب کیا تو پہلے ہفتہ میں دوسری جلد کے ابحاث کا خلاصہ مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان کرتے رہے۔ ۱۳ تا ۲۰/مارچ قادیانی شبہات کے جوابات جلد اول مولانا غلام رسول اور راقم نے پڑھائی۔ دوسرے ہفتہ مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ، جناب محمد متین خالد نے لیکچر دیئے۔ تین دن کے لئے مولانا رضوان العزیز بھی تشریف لائے۔ ۱۵، ۱۶/مارچ کو انہوں نے صبح ساڑھے دس سے بارہ بجے تک اصول مناظرہ پڑھائے۔ ہر روز شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ صبح آٹھ سے نو بجے تک قادیانیت سے متعلقہ مختلف ابحاث پر لیکچر دیتے رہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد وسیم، مولانا توصیف احمد نے تیسری جلد پڑھائی۔ خورونوش کے انتظامات کی نگرانی پہلے ہفتہ مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاولپور نے کی، بلکہ آپ دس دن تک نظم کی نگرانی فرماتے رہے۔ بعدازاں ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مبلغ مولانا محمد خبیب سلمہ نے خورونوش کی تیاری کی نگرانی کی۔ جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی کے اساتذہ کرام قاری عبیدالرحمٰن، قاری محمد مدنی، قاری محمد رمضان اپنے شاگردوں سمیت شرکاء کورس کو پورے نظم وضبط کے ساتھ کھانا، چائے، قہوہ کی تقسیم کی نگرانی کرتے رہے اور اپنے شاگردوں کے ساتھ بڑی محبت واخلاص شرکاء کورس کی خدمت سعادت سمجھ کر کی۔ امسال ۶۷۵ طلبہ کو داخلہ دیا گیا۔ داخلہ کے لئے درجہ سادسہ اور بی اے کی شرط نے کورس کی اہمیت کو چار چاند لگا دیئے اور پورے ملک کے جامعات سے منتخب طلبہ کا داخلہ ہوا۔ گزشتہ سال ۲۰۲۱ء کے کورس میں ۲۵۷۵ کا داخلہ ہوا، تمام تر انتظامات ناقص ٹھہرے تو مدرسہ کی منتظمہ نے انتظامات سے معذرت کرلی، تو مجلس کے مبلغین نے اس پر بہت غوروخوض کیا۔ ایک تجویز یہ آئی کہ کورس کو دوحصوں میں تقسیم کردیا جائے۔ اندرون سندھ اور بلوچستان کے طلبہ کرام کے لئے کراچی میں انتظام کیا جائے۔ کراچی میں مجلس کے تین مراکز ہیں۔ بڑے مرکز میں زیادہ سے زیادہ چار سو حضرات کا نظم کیا جاسکتا ہے تو یہ تجویز بھی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ دوسری تجویز یہ آئی کہ میرٹ میں اضافہ کرلیا جائے۔ پہلے درجہ رابعہ اور میٹرک کو لیتے تھے، امسال درجہ سادسہ اور اس سے اوپر کے درجات عصری تعلیمی اداروں سے بی اے شرط رکھی گئی اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ملک بھر سے سنجیدہ اور گفتگو کو سمجھنے والے طلبہ نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر و مبلغ مولانا نور محمد ہزاروی مدظلہ مولانا محمد خالد عابد سلمہ نے ۲۴/مارچ بعد نماز ظہر خطاب فرمایا۔ قبل ازیں شیخوپورہ کے مبلغ مولانا فضل الرحمٰن منگلا پروجیکٹ کے ذریعہ لیکچر دیتے رہے۔ وقتاً فوقتاً کورس کے معائنہ کے لئے علماء کرام تشریف لاتے رہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا توصیف احمد، مولانا محمد وسیم اسلم وقتاً فوقتاً ہدایات اور بیانات سے نوازتے رہے۔ مولانا الیاس الرحمٰن، مولانا صغیر احمد، قاری محمد اصغر انتظامات میں مصروف رہے۔ اختتامی تقریب ۲۷/مارچ ۲۰۲۲ء کو صبح نو تا گیارہ بجے تک حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ خانقاہ سراجیہ کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے علماء کرام اور مشائخ عظام کے ہاتھوں شرکاء کورس کو کتابوں پر مشتمل کارٹن اور اعزازی سندات سے نوازا گیا اور شرکاء کورس کی بریانی سے تواضع کرکے انہیں دعاؤں سے رخصت کیا گیا۔ اللہ پاک تمام شرکاء کورس کو اپنے اساتذہ کرام کی ہدایات کے مطابق اپنے اپنے علاقوں میں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کے بھرپور تعاقب کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

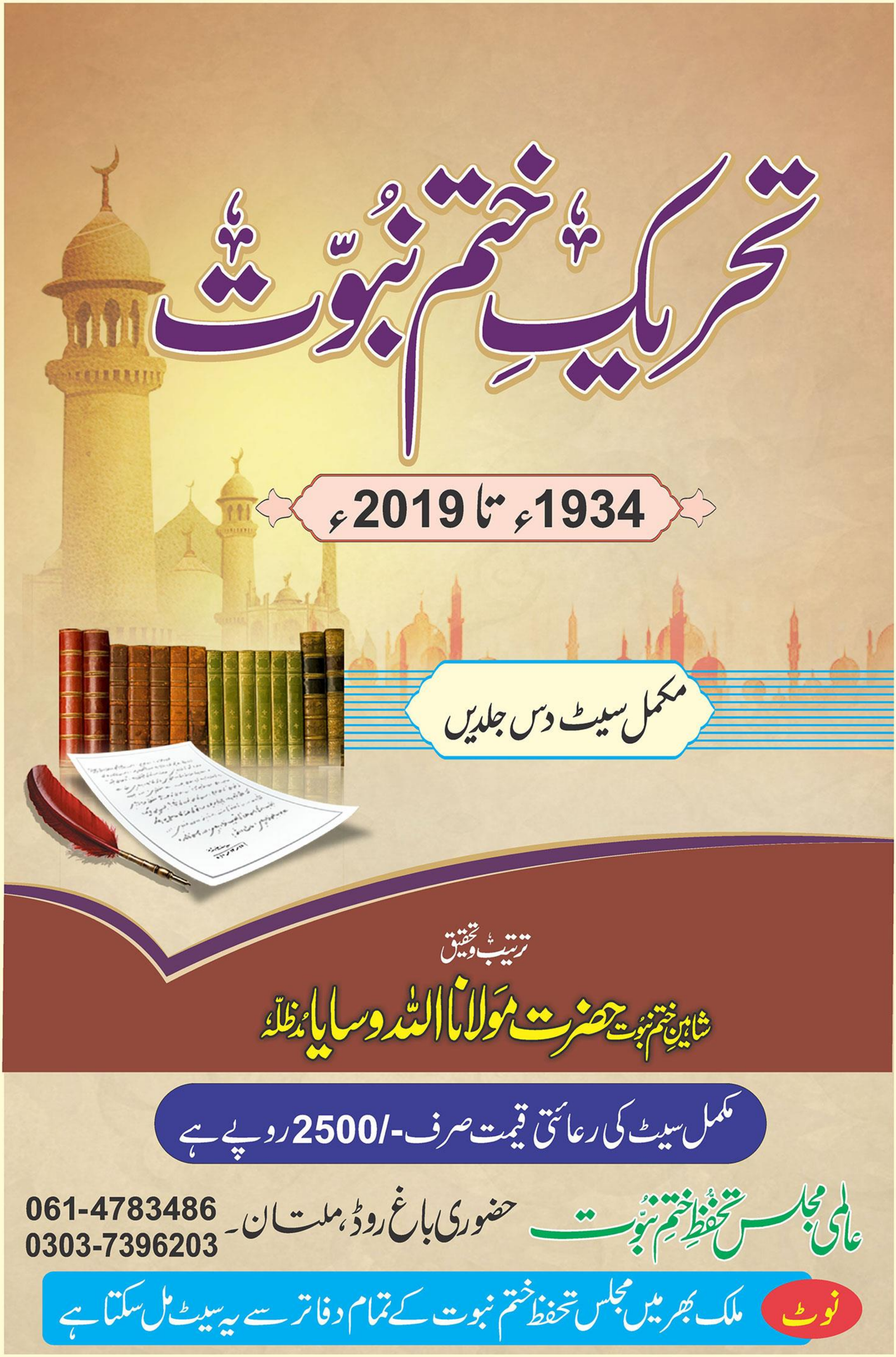
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے